INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوۃ کا ترجمان

جلد: ۲۷ | ۱۹ تا ۲۷/ جمادی الاول ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱/ مئی ۲۰۰۸ء | شمارہ: ۲۰

اسلام میں خواتین کے حقوق

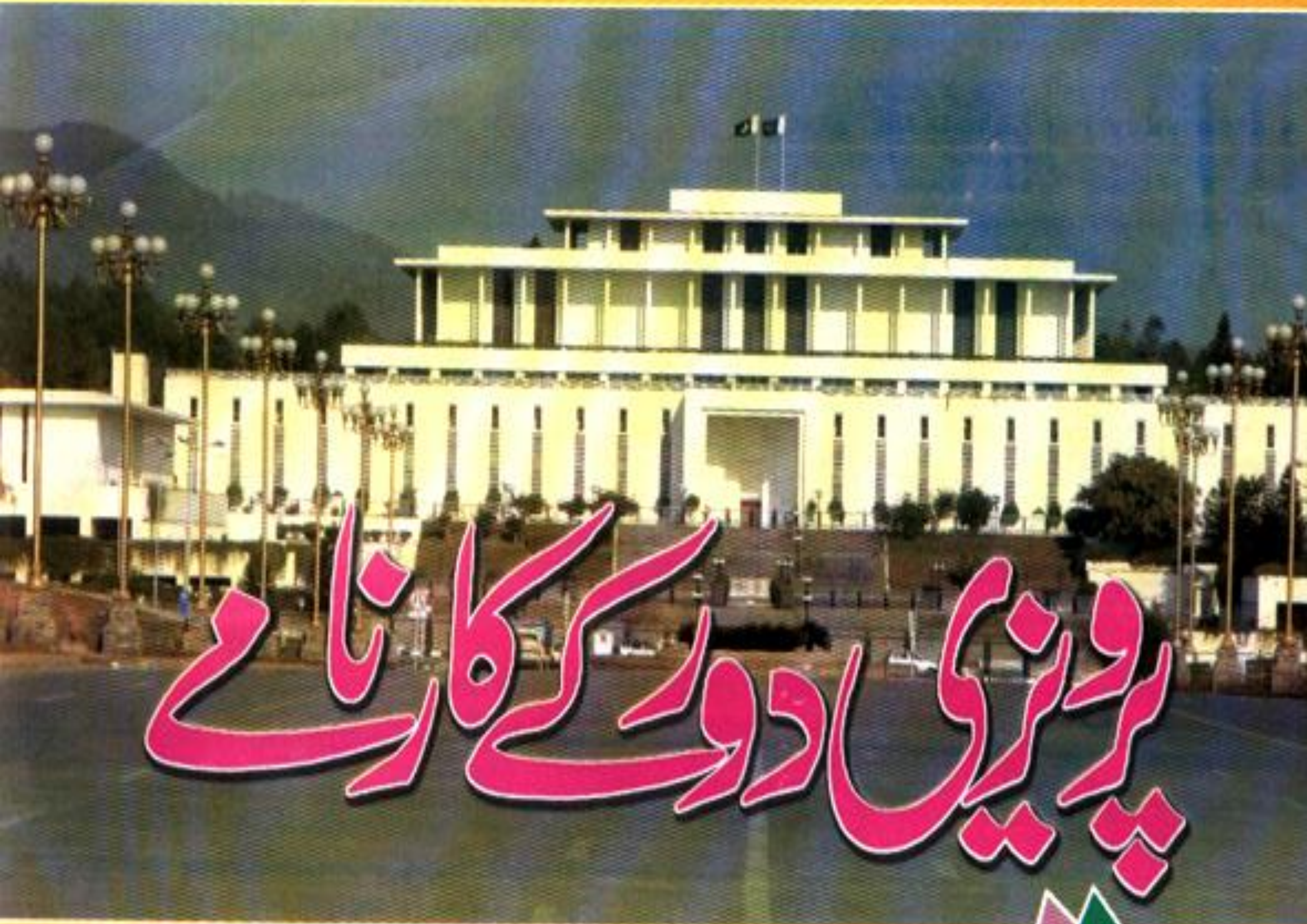

پرویزی دور کے کارنامے

گستاخانہ خاکے

اسباب اور ہماری ذمہ داریاں

اب بھی نہ جاگے تو...

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http//WWW.khatme-nubuwwat.org
http://WWW.khatme-nubuwwat.com

عورتوں کے حقوق

مولانا سعید احمد جلال پوری

خالد، راولپنڈی

س:.......ہم مسلمان دین کی محنت کم ہونے کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے چھوڑ کر ہندوؤں وغیرہ کی بے بنیاد باتیں اختیار کرلیتے ہیں، مثلاً: عورت کی شادی، مال و دولت کے بغیر مشکل اور اگر شادی ہوجائے تو وہ سب کی خادمہ تصور ہوتی ہے۔

نیز اس پر لازم ہے کہ شوہر اور سب کا کھانا پکائے، صفائی وغیرہ ہر خدمت کرے اور ہر جائز ناجائز برداشت کرکے کنیز کی طرز پر زندگی گزارے۔

شوہر اور دیگر حضرات اپنے کو وائسرائے سمجھتے ہوئے اپنی طبیعت اور مزاج کے خلاف ایک لفظ بھی برداشت نہ کریں اور ماتھے پر شکن اور ماحول میں تلخی بکھر جائے، ان سب سے یہ گمان ہونے لگے کہ نعوذباللہ شاید اسلام نے شوہر اور سسرالیوں کو فرعون کا درجہ اور اختیارات دیئے ہیں۔

لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ شریعت محمدی نے بیوی/عورت کی کتنی ذمہ داری بتائی ہے؟ واضح فرمادیں؟ شاید عورت ''پیر کی جوتی'' سے باہر آسکے!

ج:.......جی ہاں! آپ نے صحیح لکھا ہے کہ ہم جہالت کی بنا پر قرآن و سنت اور اسوۂ نبوت سے بہت دور، معاشرتی اور سماجی رسومات سے بہت قریب ہوگئے ہیں، بلکہ اب تو ہم رفتہ رفتہ رسم و رواج سے دو قدم آگے بڑھ کر نعوذباللہ! عیسائیت اور ہندومت کے قدم بقدم پیچھے چلنا شروع ہوگئے ہیں۔

قبل از اسلام جس طرح خواتین کو ایک کنیز، لونڈی، خادمہ، حیوان نما انسان، جانور بلکہ جانوروں سے بھی بدتر سمجھا جاتا تھا اور اس کی کسی قسم کی کوئی حیثیت نہیں تھی، اس کے کوئی حقوق نہیں تھے، اس کی کوئی رائے نہ تھی، اس کا کوئی اختیار نہیں تھا، بلکہ مرنے والے کے دوسرے اموال کی طرح وہ بھی جائیداد میں تقسیم ہوتی اور جس کے حصہ میں آتی اس کے رحم و کرم پر ہوتی، اگر اس کا مالک چاہتا تو اس کو اپنے نکاح میں لے لیتا، نہ چاہتا تو محض جنسی تقاضوں کی تکمیل کے لئے اپنے پاس رکھ لیتا، اگر اس کی طرف طبیعت کا میلان نہ ہوتا تو اس کی جائیداد و مال کی وجہ سے اس کو اپنے پاس رکھ لیتا، جائیداد میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوتا، اسے جس قسم کی خدمت پر مامور کیا جاتا اس کو اس سے سرتابی کی گنجائش نہ ہوتی، اسی لئے اس دور میں بیٹی کی پیدائش عار و ننگ کا باعث ہوتی، قرآن کریم نے اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''واذا بشر احدھم بالانثیٰ ظل وجھہ مسوداً وھو کظیم'' (النحل:۸۵)

...اور جب خوشخبری ملے ان میں کسی کو بیٹی کی، سارے دن رہے اس کا منہ سیاہ اور جی گھٹتا رہے...

اسلام اور پیغمبر اسلام نے عورت کو اس کا جائز مقام دیا، اس کے حقوق بیان فرمائے، اس کی عزت و عظمت سے روشناس اور آگاہ فرمایا، اس کی رائے اور حق رائے دہی کو بیان فرمایا اور فرمایا کہ اس کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح نہیں ہوسکتا، وہ گواہی دے سکتی ہے، وہ جائیداد کی مالک ہوسکتی ہے، اس کا اپنی ماں، باپ، شوہر اور اولاد کی جائیداد میں حصہ ہے، وہ اپنی جائیداد میں اپنی مرضی سے تصرف کرسکتی ہے، اس کو کسی امر میں مجبور نہیں کیا جاسکتا ہے۔

(باقی صفحہ ۲۷ پر)

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد
عبداللطیف طاہر

جلد: ۲۷ ۱۹ تا ۲۷ / جمادی الاول ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۴ تا ۳۱ / مئی ۲۰۰۸ء شمارہ: ۲۰

اس شمارے میں!

منصب قادیانی کی وکالت!	۴	اداریہ
آٹھ سالہ پرویزی دور کے کارنامے	۷	مولانا سعید احمد جلال پوری
اسلام میں خواتین کے حقوق	۱۱	مولانا عبدالکریم پاریکھ
توبہ کی حقیقت	۱۵	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
گستاخانہ خاکے، اسباب اور ہماری ذمہ داریاں	۱۸	مولانا نورالبشر محمد نورالحق
اب بھی نہ جاگے تو......	۲۱	جناب ابوفراز
کیا قادیانیوں کو کھلی چھٹی دے دی گئی؟	۲۳	مولانا محمد علی صدیقی
بزم اطفال	۲۶	

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

کمپوزنگ
محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زرِ تعاون بیرونِ ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۰ ڈالر

زرِ تعاون اندرونِ ملک
فی شمارہ ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

متعصب قادیانی کی وکالت!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

روزنامہ ”آج کل“ ۲۳/اپریل ۲۰۰۸ء بروز بدھ کی اشاعت میں پوسٹ کارڈ یو-ایس-اے، کے عنوان سے جناب خالد حسن صاحب نے بنام ”ظفر اللہ خان“ ایک کالم لکھا ہے۔ جس میں موصوف نے مشہور قادیانی اور پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی کے ”غیر معمولی اوصاف و کمالات“ کا تذکرہ کرتے ہوئے پاکستانی قوم سے شکوہ کیا ہے کہ: ”اس قوم کو ابھی یہ توفیق نہیں ملی کہ جو اس کے اصل ہیرو ہیں، ان کا شکریہ ادا کرے، اور ان کی خدمات و احسانات تسلیم کرے، کیا اس ملک میں ایسا کبھی ممکن ہوگا؟ انسان صرف سوچ ہی سکتا ہے۔“

ہمیں نہیں معلوم کہ جناب خالد حسن صاحب کا چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی سے کیا تعلق ہے؟ اور وہ ان کی شخصیت و کارناموں سے کیونکر متاثر ہیں؟ تاہم اتنا واضح ہے کہ کالم نگار صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی کی شخصی زندگی سے متعلق ہے، انہوں نے قوم و ملک کے لئے کیا کچھ کیا؟ اور ملک و قوم کو ان کی ذات سے کیا فوائد و ثمرات حاصل ہوئے اس کا موصوف نے کہیں کوئی تذکرہ نہیں کیا۔

جناب خالد حسن صاحب اگر بُرا نہ مانیں تو ان کی خدمت میں عرض ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خان پیدائشی اور خاندانی قادیانی تھا، ان کا تعلق سیالکوٹ سے تھا، ان کے والد قدیم قادیانی تھے، ان کا مرزا محمود خلیفہ قادیان سے بیعت کا تعلق تھا، حکیم نورالدین سے وہ متاثر تھے، حکیم نورالدین کے ایماء پر چوہدری ظفر اللہ عنفوان شباب سے مرزا بشیرالدین محمود خلیفہ قادیان کے ہاتھ پر بیعت ہوگئے تھے، ان کی یہی خصوصیت تھی کہ ان کو ہر میدان میں ترقی ملتی گئی، انگلینڈ سے انہوں نے اپنی تعلیم مکمل کی، انگریز بہادر نے ان کو سر کا خطاب دیا اور قیام پاکستان کے وقت انگریز کے ایماء و اصرار پر ہی اس کو پاکستان کا وزیر خارجہ بنایا گیا۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ قادیانی امت نے جس اسلامی مملکت میں شامل ہونے سے انکار کرتے ہوئے قادیانی نبوت کے گڑھ اور مرکز قادیان ضلع گورداس پور کو ہندوستان کا حصہ قرار دیا اور باؤنڈری کمیشن کے سامنے اپنے آپ کو اور قادیانی آبادی کے علاقوں کو ہندوستان میں شامل رہنے پر زور دیا، اس قوم و برادری کے ایک متعصب و کٹر قادیانی کو پاکستان کی وزارت خارجہ پر مسلط کیا گیا، گویا پاکستان کے اسلامی تصور پر روز اول سے ہی ضرب کاری لگائی گئی۔

علاوہ ازیں چوہدری ظفر اللہ قادیانی نے اس ملک کی وزارت خارجہ پر فائز رہتے ہوئے ملک و قوم کی کیا خدمت انجام دی؟ اس کی تفصیلات بھی کسی سے پوشیدہ نہیں، چنانچہ دنیا جانتی ہے کہ ظفر اللہ قادیانی پاکستان کا وزیر خارجہ کم مرزا غلام احمد قادیانی کی خانہ زاد نبوت کا مبلغ و داعی زیادہ تھا، یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنے دور اقتدار میں تمام غیر ملکی سفارت خانوں میں اپنے گرگے اور نمائندے فٹ کرنے کی کوشش کی اور دنیا بھر میں پاکستان کی وزارتِ خارجہ کے دفاتر یا سفارت خانے قادیانی ارتداد کے اڈے اور مرزائی تبلیغ کے مراکز تھے۔

کون نہیں جانتا کہ چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی جب بلوچستان کی مشہور اسلامی ریاست قلات کے دورے پر گیا تو اس نے نواب قلات سے سب سے پہلی فرمائش یہ کی کہ تمہارے ہاں میرا ایک ہم مذہب (قادیانی) رہتا ہے میں اس سے ملنا چاہتا ہوں، نواب قلات نے حیرت و استعجاب سے پوچھا کہ ہمارے ہاں کوئی قادیانی بھی ہوسکتا ہے؟ چوہدری ظفر اللہ قادیانی نے کہا: جی ہاں! تمہارے ہاں ہمارا ایک ہم مذہب ہے اور میں اس سے ملنا چاہوں گا، چنانچہ تلاشِ بسیار کے بعد معلوم ہوا کہ مستونگ میں ایک کلرک ہے، جس کا مرزائی گروہ کے ساتھ تعلق ہے... یہ دوسری بات ہے کہ نواب قلات نے اس کے بعد اپنی ریاست کو اس قادیانی سے پاک کردیا ہو، لیکن بہر حال اتنی بات طے ہے کہ چوہدری ظفر اللہ پاکستان کا نہیں مرزائی دین و مذہب کا وفادار تھا، اور اس نے اپنے پورے عہد میں قادیانی

مفادات کا زیادہ سے زیادہ تحفظ کیا۔ چوہدری ظفر اللہ کے ملک وقوم اور بانیٔ پاکستان سے اخلاص کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب بانیٔ پاکستان کا انتقال ہوا تو موصوف نے بانیٔ پاکستان کے جنازہ میں شرکت نہیں کی، جب ان سے اس سلسلہ میں سوال کیا گیا کہ آپ نے بانیٔ پاکستان کی نماز جنازہ کیوں نہیں پڑھی؟ تو انہوں نے صاف الفاظ میں کہا:

’’آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں، یا مسلمان حکومت کا کافر نوکر۔‘‘ (زمیندار لاہور، ۸/فروری ۱۹۵۰ء)

پھر جناب خالد حسن کو اس طرف بھی توجہ فرمانا چاہئے کہ چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی اس مرزا غلام احمد قادیانی کا متبع پیروکار بلکہ داعی ومبلغ تھا، جو نعوذ باللہ اپنے آپ کو بعینہٖ محمد رسول اللہ قرار دیتا ہے، ملاحظہ ہو:

الف:.....’’محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم ‘‘... اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی... (ایک غلطی کا ازالہ ص:۳، روحانی خزائن ص:۲۰۷، ج:۱۸ مطبوعہ ربوہ)

ب:.....’’اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے (یعنی چھٹی صدی مسیحی میں) ایسا ہی مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار (یعنی تیرھویں صدی ہجری) کے آخر میں مبعوث ہوئے...‘‘

(روحانی خزائن، ص:۲۷۰، ج:۱۶)

اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی نعوذ باللہ اپنے آپ کو تمام انبیاء سے بھی افضل قرار دیتا ہے، چنانچہ لکھتا ہے:

’’آسمان سے کئی تخت اترے مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔‘‘ (مرزا کا الہام مندرجہ تذکرہ طبع دوم ص:۳۴۶)

نعوذ باللہ مرزا ملعون اپنے آپ کو حضرت محمد رسول اللہ سے بڑھ کر قرار دیتا ہے، ملاحظہ ہو:

’’اور جس نے اس بات کا انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا، بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کی طرح ہے۔‘‘ (خطبہ الہامیہ ص:۱۸۱، روحانی خزائن ص:۲۷۱، ج:۱۶)

مرزائیوں کے نزدیک حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والا بھی کافر ہے، چنانچہ ملاحظہ ہو:

’’ہر ایک شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے، مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر ہے بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔‘‘ (کلمۃ الفصل ص:۱۱۰، مرزا بشیر احمد ایم اے)

اگر خالد حسن صاحب مسلمان ہیں اگر ان کا قرآن، حدیث یا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت اور ختم نبوت پر ایمان ہے تو وہ خود ہی فیصلہ فرماویں کہ جب چوہدری ظفر اللہ، اللہ، رسول، قرآن اور حدیث اور پوری امت مسلمہ کے باغی مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آقائے دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین وتنقیص کے مرتکب ملعون انسان کو اپنا نبی ورسول مانتا ہو، کیا اس قابل ہے کہ ان کی تعریف وتوصیف کی جائے؟ یا اس کو ہیرو بنایا جائے؟

کیا یہی حق وصداقت اور عدل وانصاف ہے کہ ایک ایسا شخص جو پوری امت مسلمہ بلکہ پوری مذہبی برادری کی دل آزاری کا مرتکب ہو اور انگریز بہادر اس کو سر کے خطاب سے نوازے، اسے اپنا منظور نظر قرار دیتے ہوئے مسلمان حکومت اور اسلامی اسٹیٹ کے اعلیٰ منصب وزارت خارجہ پر مسلط کرے، اسے عالمی انصاف کی عدالت کا جج بنائے اور اس کی وجہ سے مرزائیت وقادیانیت کی تبلیغ وتوسیع کا کارنامہ انجام دلائے، وہ خود پاکستان کے وجود کو تسلیم نہ کرے، اپنے علاقوں کو پاکستان کا حصہ نہ بننے دے، بانیٔ پاکستان کا جنازہ تک نہ پڑھے بلکہ اس کو کافر وغیر مسلم قرار دے اور اپنے عہدے، منصب اور اختیارات کا تمام تر فائدہ قادیانیوں کو پہنچائے اور پوری ملت اسلامیہ کو کافر، جہنمی، ولد الزنا، کنجریوں کی اولاد قرار دے، ہم اس کو مسلمانوں کا ہیرو قرار دیں آخر کیوں؟؟

بریں عقل ودانش بباید گریست

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

درس حدیث

کھانے کے آداب واحکام

بھنا ہوا گوشت کھانا

"حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جانب کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے تناول فرمایا، پھر اُٹھ کر نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے اور وضو نہیں فرمایا۔"

(ترمذی، ج:۲،ص:۵)

تشریح:

ان احادیث شریفہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف اشیاء کا تناول فرمانا ثابت ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں کھانے پینے کے معاملے میں تکلف اور کسی خاص چیز کا اہتمام نہیں تھا، جس موقع پر جو حلال وطیب چیز بھی میسر آجاتی اس کو تناول فرمالیتے اور حق تعالیٰ شانہ کا شکر بجالاتے۔

فائدہ:

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو لازم نہیں آتا، جمہور ائمہ کا یہی قول ہے۔

تکیہ لگا کر کھانا مکروہ ہے

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا!۔"

(ترمذی، ج:۲،ص:۵)

تشریح:

اس مضمون کی احادیث متعدد صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ بغیر عذر کے تکیے سے ٹیک لگا کر کھانا مکروہ ہے، کیونکہ یہ تکبر کی علامت ہے اور غلام اپنے آقا کے دسترخوان پر آقا کے سامنے متکبرانہ ہیئت سے نہیں بیٹھتا، بلکہ عجز و تذلل کے ساتھ متواضعانہ انداز میں بیٹھتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

"عائشہ! اگر میں چاہتا تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلا کرتے، ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور آپ سے فرماتا ہے کہ: اگر آپ چاہیں تو نبی بادشاہ بن کر رہیں اور اگر چاہیں تو "بندہ" (عبد) بن کر رہیں۔ جبریل علیہ السلام نے اشارہ کیا کہ اپنے آپ کو گرادیجئے، چنانچہ میں نے عرض کیا کہ: میں نبی عبد (بندہ نبی) بن کر رہنا چاہتا ہوں۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: اس ارشاد کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگا کر نہیں کھاتے اور فرماتے تھے کہ: میں تو ایسے کھاتا ہوں جیسے غلام کھاتا ہے اور ایسے بیٹھتا ہوں جیسے غلام بیٹھتا ہے۔"

(تلخیص حبیر، ج:۳،ص:۱۳۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شیرینی اور شہد مرغوب تھے

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میٹھی چیز سے اور شہد سے رغبت فرماتے تھے۔"

(ترمذی، ج:۲،ص:۵)

تشریح:

"حلوا" عربی میں میٹھی چیز کو کہتے ہیں، شیرینی سے رغبت فطرت سلیمہ اور صحت مزاج کا تقاضا ہے، یہی وجہ ہے کہ بچوں کو بہ نسبت بڑوں کے شیرینی سے رغبت زیادہ ہوتی ہے، کیونکہ ان کا مزاج فطرت کے قریب تر ہوتا ہے، اور شہد سے رغبت ہونا ایک تو اس کی شیرینی کی وجہ سے ہے، دوسرے یہ کہ حق تعالیٰ نے اس کو "شفاء للناس" فرمایا ہے، یہ گویا اس سے رغبت کی عقلی وجہ تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے امور عقلیہ طبعیہ کا درجہ رکھتے تھے، واللہ اعلم!

شوربا زیادہ کرنے کا حکم

"حضرت عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: تم میں سے ایک آدمی جب گوشت خریدے تو اس کا شوربا زیادہ کرلے، پس اگر گوشت نہیں ملے تو شوربا مل جائے گا، وہ بھی ایک قسم کا گوشت ہے۔"

(ترمذی، ج:۲،ص:۵)

تشریح:

یعنی اگر بوٹی میسر نہ آئے تو شوربا بھی غنیمت ہے کہ گوشت کی لذت اس سے بھی حاصل ہوجائے گی اور اطباء کہتے ہیں کہ گوشت کے پورے فوائد شوربے میں موجود ہیں۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

مہمان نوازی

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک آتش پرست کی مہمانی سے انکار کیا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے ابراہیم! میں تو ستر برس سے اس کی پرورش کررہا ہوں اور تجھ سے اتنا نہیں ہوسکا کہ ایک وقت ہی روٹی کا ٹکڑا اسے دیدے۔"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

خدا خدا کرکے انتخابات ۲۰۰۸ء کا مرحلہ طے پا گیا، ورنہ جناب پرویز مشرف اور ان کے اتحادیوں کی اقتدار پرستی اور قوم و ملک سے ''محبت کے بے پناہ'' جذبات سے نہیں لگتا تھا کہ وہ ۲۰۰۸ء کے انتخابات ہونے دیں گے۔

کے زعم نے دھوکا دیا ہو؟ یا پھر کوئی اندرونی بیرونی مجبوری ہو؟

کچھ بھی ہو، موجودہ انتخابات کے نتائج نے پرویز مشرف اور ان کے وفاداروں کی امیدوں پر پانی پھیر دیا، اور یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو کر سامنے آ گئی کہ قوم کم از کم صدر پرویز مشرف کے جبر و تشدد، قاف لیگ کی فرعونیت اور ان کی قادیانیت و

بنیادی مقصد صرف اور صرف ملک و ملت، دین و مذہب، علماء، طلبہ اور شعائر اسلام سے عداوت و مخاصمت اور اپنے اقتدار و حکومت کا تحفظ ہی تھا۔

ان کے اس ''سنہری دور'' کا جائزہ لیا جائے تو ان کی حکومت و اقتدار اور قوت و شوکت کا سارا زور صرف اور صرف اسلام، مسلمانوں، مجاہدوں، دین داروں، علماء، طلبہ، مساجد اور مدارس کے

آٹھ سالہ پرویزی دور کے کارنامے

مولانا سعید احمد جلال پوری

چنانچہ انتخابات سے قبل سابقہ اسمبلی سے اگلی پنج سالہ مدت کے لئے اپنی صدارت کی توثیق، نواز شریف کی واپسی پر اس کی دوبارہ ملک بدری، بے نظیر بھٹو کا قتل، بے نظیر کے سانحہ قتل کے موقع پر طے شدہ منصوبہ اور مخصوص حکمت عملی سے ملک بھر میں قتل عام، نجی و سرکاری املاک کا ضیاع، اربوں روپے کا نقصان، ملک بھر میں لاقانونیت کے مظاہروں اور اس موقع پر قوم کی عفت مآب بیٹیوں کی عصمت دری وغیرہ سے یہی لگتا تھا کہ ملک میں مارشل لاء لگ جائے گا یا پھر انتخابات موقوف کردیے جائیں گے۔

چنانچہ آزاد تجزیہ نگاروں اور بین الاقوامی حالات کو باریک بینی سے دیکھنے والوں کے تجزیے اور اندیشے بھی کچھ اس سے مختلف نہ تھے۔

بہرحال اس سب کے باوجود انتخابات کا مرحلہ مکمل ہو گیا، سوال یہ ہے کہ یہ سب کچھ کیوں اور کیسے ہو گیا؟ شاید اس کی وجہ کسی کو بھی معلوم نہ ہو، عین ممکن کہ ''اوپر'' سے حکم ہوا ہو؟ یا اپنی ''یقینی کامیابی''

امریکا نوازی کی روش سے حد درجہ متنفر ہے۔

گزشتہ آٹھ سالوں میں جناب پرویز مشرف نے پاکستان، پاکستانی عوام، دین دار طبقہ، خصوصاً علماء، طلبہ، شعائر اسلام، مساجد، مدارس کے ساتھ جن ''کرم نوازیوں'' کا مظاہرہ کیا ہے وہ کسی ذکر و تذکرہ کا محتاج نہیں۔

بلاشبہ پرویز مشرف اور قاف لیگ کی شکست اور صدارتی، وزارتی، داخلی، خارجی، بلدیاتی، حکومتی، غیر حکومتی ذرائع اور ہم خیال نگران حکومت کی چھتری کے باوجود دھڑن تختہ، ایک طرف اگر حیرت انگیز ہے تو دوسری طرف عبرت آموز بھی، دیکھا جائے تو صدر پرویز مشرف اور ان کے اتحادیوں کی ''غیر متوقع'' شکست ان کی قوم و ملک سے بے وفائی، دین دشمنی، مذہب بیزاری، علماء، طلبہ، مدارس، مساجد مخالفت، شعائر اسلام سے عداوت و مخاصمت کا ثمرہ ہے

چنانچہ گزشتہ آٹھ سالوں میں پرویز مشرف نے جو جو ''کارہائے نمایاں'' انجام دیئے، ان سب کا

خلاف ہی استعمال ہوا ہے، چنانچہ ان کے اس آٹھ سالہ ''تاریخی'' دور میں ان کا کون سا ایسا کارنامہ ہے جس کو مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا نام دیا جائے؟ اور کون سا ایسا کارنامہ ہے، جو قوم و ملک دین و مذہب، یا اسلام و مسلمانوں، علم و عمل، مساجد و مدارس، علماء، طلبہ اور جہاد و مجاہدین کی مخالفت و مخاصمت اور بغض و عداوت پر مبنی تھا اور انہوں نے اُسے انجام نہیں دیا؟ مثلاً:

کیا ان کے دور میں پُرامن مسلمانوں کو دہشت گرد، تشدد پسند، اور جنونی باور نہیں کرایا گیا؟ ... کیا پاکستانی شہریوں اور مسلمانوں کو پکڑ پکڑ کر امریکا کے حوالے نہیں کیا گیا؟ ... کیا ملک و قوم کے مفاد پر امریکا اور یورپ کے مفادات کو ترجیح نہیں دی گئی؟ ... کیا مسلمانوں سے قطع تعلق اور یہود و نصاریٰ سے پینگیں نہیں بڑھائی گئیں؟ ... کیا مدارس و مساجد کو مطعون نہیں کیا گیا؟ ... کیا مدارس و مساجد پر بمباری نہیں کی گئی؟ ... کیا علماء و طلبہ کے خلاف

غلیظ پروپیگنڈا نہیں کیا گیا؟... کیا شعائر اسلام کی توہین وتضحیک نہیں کی گئی؟... کیا دین دار مسلمانوں پر پاکستان کی زمین تنگ نہیں کی گئی؟... کیا مدارس و مساجد پر قدغن نہیں لگائی گئی؟... کیا دینی مدارس کے نصاب میں تبدیلی کی سعی و کوشش نہیں کی گئی؟ ... کیا اسکولوں کے نصاب سے آیات جہاد کو حذف نہیں کیا گیا؟... کیا اسکولوں کے نظام تعلیم کو اسلام دشمن آغا خان بورڈ کے حوالے نہیں کیا گیا؟... کیا دین دار مسلمانوں کو گالی کا درجہ نہیں دیا گیا؟... کیا عوام کو علماء کرام سے بغاوت کا درس نہیں دیا گیا؟ ... کیا علماء کو گالیاں نہیں دی گئیں؟... کیا عریانی و فحاشی کو رواج نہیں دیا گیا؟... کیا قوم کی بیٹیوں کو میراتھن ریس میں نہیں دوڑایا گیا؟... کیا اکابر علماء صلحاء کا قتل عام نہیں کرایا گیا؟ ... کیا دینی اجتماعات پر نام نہاد خودکش حملے نہیں کرائے گئے؟... کیا افغانستان جیسے اسلامی ملک کی تباہی و بربادی میں معاونت نہیں کی گئی؟ ... کیا امریکا کو لاجسٹک سپورٹ اور پاکستانی ہوائی اڈے نہیں دیے گئے؟... کیا پاکستانی فوج کے امتیاز جہاد فی سبیل اللہ کی دھجیاں نہیں بکھیری گئیں؟... کیا پاکستانی قوم، ملک اور اس کی تمام فورسز کو امریکا کے مفادات کے سامنے ڈھیر نہیں کیا گیا؟... کیا اپنے شہریوں کے خلاف فوج کشی نہیں کی گئی؟... کیا وانا اور وزیرستان کے وفادار شہریوں کے خلاف آپریشن نہیں کیے گئے؟... کیا سوات کے مسلمانوں کا قتل عام نہیں کیا گیا؟... کیا مسلمانوں کو مسلمانوں سے نہیں لڑایا گیا؟... کیا لال مسجد و مدرسہ حفصہ کے ہزاروں معصوم و نہتے طلبہ وطالبات کو توپوں سے نہیں اڑایا گیا؟... کیا ان شہیدوں پر فاسفورس بم نہیں برسائے گئے؟... کیا ان کی لاشوں کے چیتھڑے نہیں اڑائے گئے؟... کیا ان معصوموں کی لاشوں کی بے حرمتی نہیں کی گئی؟... کیا مساجد و مدارس کا تقدس پامال نہیں کیا گیا؟... کیا فوج، رینجرز اور پولیس کو اپنے ہی شہریوں سے نہیں بھڑایا گیا؟... کیا فوج، رینجرز اور پولیس کا وقار مجروح نہیں کیا گیا؟... کیا آزاد عدلیہ پر شب خون نہیں مارا گیا؟... کیا انصاف پسندوں کو قید تنہائی میں نہیں رکھا گیا؟... کیا پی، سی، او، مسلط نہیں کیا گیا؟... کیا ججوں کو پی، سی او کے تحت حلف اٹھانے پر مجبور نہیں کیا گیا؟... کیا قانون توہین رسالت کو معطل نہیں کیا گیا؟... کیا حدود آرڈی نینس کو ختم نہیں کیا گیا؟... کیا بے حیائی و بے شرمی پر مشتمل نسواں بل منظور نہیں کرایا گیا؟ ... کیا سرحد میں پیش ہونے والے حسبہ بل کی راہ نہیں روکی گئی؟... کیا ۵۸-۲-بی مسلط نہیں کیا گیا؟ ... کیا ملک میں ایمرجنسی نافذ نہیں کی گئی؟... کیا غیر مسلم این جی اوز اور دوسرے لادین عناصر کو کھلی چھوٹ نہیں دی گئی؟... کیا محسن پاکستان اور ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی توہین نہیں کی گئی؟ ... کیا ان کو پابند سلاسل نہیں کیا گیا؟... کیا ملکی معیشت کو تباہ نہیں کیا گیا؟... کیا مہنگائی کو عروج نہیں دیا گیا؟... کیا غریبوں کا استحصال نہیں کیا گیا؟... کیا پاکستانی شہریوں کو بنیادی سہولیات سے محروم نہیں کیا گیا؟... کیا ڈاکوؤں، دہشت گردوں اور ملکی امن وامان کے دشمنوں کی سرپرستی نہیں کی گئی؟ ... کیا ذرائع ابلاغ پر قدغن نہیں لگائی گئی؟... کیا حق کی آواز کو نہیں دبایا گیا؟... کیا اپنے حامیوں کو نوازا اور مخالفین کو ٹھکانے نہیں لگایا گیا؟... کیا قادیانیوں کی حمایت نہیں کی گئی؟ ... کیا ان کو ارتدادی تبلیغ کی کھلی آزادی نہیں دی گئی؟... کیا اسلام دشمن امریکا کو پاکستان کے اندرونی معاملات میں دخیل نہیں کیا گیا؟... کیا انہیں پاکستانی علاقوں میں کارروائی کی چھوٹ نہیں دی گئی؟

حکومت واقتدار اور کرسی واختیارات ایسی چیزیں ہیں کہ اچھے اچھوں کے دماغ ٹھکانے نہیں رہتے، وہ زمین پر رہتے ہوئے بھی آسمان کی باتیں اور نعوذ باللہ خدائی دعوے ہانکنے لگتے ہیں

الغرض قوم وملک کی ۶۱ سالہ تاریخ کو مسخ کیا گیا اور ۸ سال پہلے کے پاکستان کی خوبصورت تصویر کو یکسر مسخ کر کے اسے ایک اپاہج ولولے لنگڑے ملک اور پاکستانی قوم کو نہایت بے غیرت و بزدل بنا کر پیش کیا گیا ہے۔

چنانچہ پرویزی دور سے پہلے اگر ایک مزدور و ملازم پیشہ اپنی یومیہ اجرت سے گھر کا چولہا جلا سکتا تھا تو آج ملک کی معاشی ابتری اور ہوش ربا مہنگائی کا یہ عالم ہے کہ کوئی سفید پوش اپنی سفید پوشی کا بھرم رکھنے سے عاجز ہے۔ ہاں! ہاں! یہ ان کی انہیں ”کامیاب“ معاشی پالیسیوں کی برکت ہے کہ پاکستان جیسے زرعی ملک کی عوام آٹے جیسی بنیادی چیز سے محروم ہے اور اپنے پیٹ کا جہنم بھرنے سے عاجز ہے۔ چنانچہ ان کے ”ترقی یافتہ“ دور سے پہلے جو آٹا عموماً دس بارہ روپے میں مل جاتا تھا، خیر سے اب وہ ۳۰، ۳۵ روپے میں بمشکل دستیاب ہوتا ہے، اس طرح کل تک جو خوردنی تیل اور گھی پچاس روپے کلو میں مل جاتا تھا، چشم بددور اب وہی ایک سوتیس روپے میں بمشکل ہاتھ آتا ہے، اسی طرح پیٹرول، ڈیزل، گیس، بجلی، لوہا، سیمنٹ اور دوسری اشیائے ضرورت آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔

اسی طرح ان کی دی گئی ''خوشحالی'' کی ''برکت'' ہے کہ ایک متوسط آمدنی والے سفید پوش کے لئے مکان خریدنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے، چنانچہ جناب پرویز مشرف کی حکومت سے قبل جو مکان عام طور پر دس پندرہ لاکھ میں مل جاتا تھا، وہی اب پچاس ساٹھ لاکھ کا ہے، کیا کہا جائے کہ ان کے دور میں ملک نے ترقی کی ہے؟ یا تنزلی؟ دوسری جانب روپے کی قدر میں کمی اور افراطِ زر کا یہ عالم ہے کہ ہمارے بعد آزاد ہونے والا بنگلہ دیش معاشی طور پر اتنا مستحکم ہو چکا ہے کہ اس کا ٹکہ پاکستانی روپے کو مات کر گیا ہے، انڈین کرنسی کہیں آگے جا چکی ہے، انڈین مصنوعات نے عرب ممالک کے علاوہ پورے یورپ میں اپنا مقام بنالیا ہے، اس کے مقابلہ میں پاکستان کا یہ حال ہے کہ اس کا تمام تر انحصار غیر ملکی مصنوعات پر ہے۔ جبکہ ہمارا حریف اور ازلی دشمن بھارت اس وقت وہیکل مصنوعات کے میدان میں نہ صرف خودکفیل ہے، بلکہ انڈین ساختہ گاڑیاں برآمد ہو رہی ہیں اور ہم ہیں کہ معمولی سوئی تک باہر سے برآمد کرتے ہیں۔

جو لوگ اس ملک و قوم کی موجودہ ''ترقی اور خوشحالی'' پر دل گرفتہ اور آزردہ خاطر ہیں اور وہ ملک و قوم کی معاشی و اقتصادی ابتری پر خون کے آنسو روتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ اس کی تباہی و بربادی میں جہاں اس ملک پر مسلط خود غرض لٹیروں، ناعاقبت اندیش لیڈروں، وڈیروں اور مفاد پرستوں کی لوٹ مار کا ہاتھ ہے، وہاں اس کی معاشی و اقتصادی ابتری میں فوجی مارشلاؤں کا بھی بہت بڑا دخل ہے، چنانچہ ان کا کہنا ہے کہ:

''ہمارے حریف اور دشمن انڈیا میں آج تک کبھی فوج نے منتخب حکومت کو بائی پاس نہیں کیا اور اس کے اندر مارشل لاء نہیں لگا، دوسری جانب چشم بددور پاکستان میں آئے دن مارشل لاء اور فوجی بوٹوں کا شور سنائی دیتا ہے۔

ان کا کہنا ہے کہ جنرل ایوب خان، جنرل یحییٰ خان، جنرل ضیاء الحق اور جنرل پرویز مشرف جیسے ''خان بہادروں'' نے سب سے زیادہ پاکستان پر حکومت کی اور ملک و قوم کا استحصال کیا، ان کا کہنا ہے کہ دنیا بھر میں ہر قسم کی فورسز قوم و ملک، عدلیہ اور مقننہ کی معاونت اور ملک کی جغرافیائی و نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لئے ہوتی ہیں، مگر اے کاش! کہ پاکستان میں ان کی خدمات کا تصور یکسر مختلف ہے، غالباً یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں سب سے زیادہ مستحکم و مالدار ادارے انہی کے ہیں اور ملکی خزانہ سے سب سے زیادہ فوائد حاصل کرنے والے بھی یہی ہیں، چنانچہ سروے کیجئے! تو اندازہ ہوگا کہ ملک بھر میں سب سے زیادہ مہنگی املاک انہی کے قبضہ میں ہیں اور سب سے زیادہ قیمتی مکانات و پلاٹس بھی وہی شمار ہوتے ہیں، جنہیں ڈیفنس کے لاحقے سابقے کا اعزاز حاصل ہو، اسی طرح سب سے زیادہ صاف ستھرے علاقے بھی وہی کہلاتے ہیں، جہاں ان ''معززین'' کا بسیرا ہو اور سب سے پُرامن اور پُرسکون آبادی بھی وہی ہوتی ہے، جس کے نام کے ساتھ ''عسکری'' یا ڈی ایچ اے کی ''معزز'' نسبت ہو۔ دوسری جانب پاکستان میں ہمارے پاسبانوں نے ملک و قوم اور دین و مذہب کے لئے جو کچھ کیا ہے؟ اس کی تفصیلات بھی سب کے سامنے ہیں۔''

اس سے انکار نہیں کہ ہر جگہ ایماندار، دیانت دار، فرض شناس، ملک و قوم کے خیر خواہ اور دین و مذہب کے وفا شعار ہوتے ہیں، بلاشبہ ہماری فورسز میں بھی اکثریت ایسے ہی لوگوں کی ہے، مگر افسوس کہ ان کو اوپر نہیں آنے دیا جاتا، ان کا استحصال کیا جاتا ہے اور ان کی آواز کو پوری قوت سے دبا دیا جاتا ہے۔

بہرحال ان کے خیال میں اکیلی فوج یا فورسز ہی اس کے ذمہ دار نہیں، بلکہ اس میں مفاد پرست سیاست دان اور بدکردار اسٹیبلشمنٹ بھی برابر کی شریک ہے، چنانچہ ہمارے ہاں کی اسٹیبلشمنٹ میں ایسے بزرجمہروں کی کمی نہیں، جو امن و امان کے ذمہ داروں اور سرحد کے پاسبانوں کو یہ راہ سجھاتے ہیں کہ وہ حکومت و اقتدار پر قبضہ کریں اور راحت و عیش کے مزے لوٹیں، اسی طرح ہمارے روشن خیال سیاست دانوں اور بدکردار لیڈروں کی اکثریت بھی اپنی سیاہ کاریوں کا تحفظ اس طاقتور کائی کی چھتری میں سمجھتی ہے، یہی وجہ ہے کہ آئے دن ملکی سرحدوں کے پاسبان ایوانِ اقتدار میں داخل ہوتے ہیں اور پھر نکلنے کا نام نہیں لیتے، ٹھیک اسی طرح جناب جنرل

> **پرویز مشرف کو ایوانِ صدر میں آنے کے بعد حکومت و اقتدار کا ایسا چسکا لگا کہ وہ ہر حال میں حکومت و اقتدار میں رہنا چاہتے ہیں، وہ کسی صورت اس سے الگ ہونا نہیں چاہتے**

پرویز مشرف صاحب کو ایوان صدر میں آنے کے بعد حکومت واقتدار کا ایسا چسکہ لگا کہ وہ ہر حال میں حکومت واقتدار میں رہنا چاہتے ہیں، وہ کسی صورت اس سے الگ ہونا نہیں چاہتے، چنانچہ اس کے لئے انہوں نے وہ سب کچھ کیا جس کے تصور سے ایک شریف شہری، باغیرت انسان اور باحیا مسلمان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

ان کی اسی ''خوشنما'' پالیسیوں، کارروائیوں، کارناموں اور طرز عمل سے ''خوش'' ہو کر پاکستانی قوم نے اس بار جناب پرویز مشرف اور ان کے اتحادیوں سے جان چھڑانے کی کوشش میں ان کو مسترد کر دیا ہے اور کھل کر ان سے نفرت وبیزاری کا اظہار کیا ہے، مگر جناب صدر ہیں کہ ''قصر صدارت'' سے جانے کا نام نہیں لیتے۔

اب جبکہ قاف لیگ اور پرویزی قیادت اپنے انجام کو پہنچ چکی اور پاکستانی عوام نے پی پی پی اور مسلم لیگ نواز شریف کو بام اقتدار تک پہنچا دیا ہے اور خیر سے پی پی پی، نواز شریف اشتراک سے ایک نئی حکومت قائم ہو چکی ہے، تو ہم برسر اقتدار اتحاد اور موثر پارٹیوں کے ذمہ داروں سے عرض کرنا چاہیں گے کہ:

حکومت واقتدار اور کرسی واختیارات ایسی چیزیں ہیں کہ اچھے اچھوں کے دماغ ٹھکانے نہیں رہتے، وہ زمین پر رہتے ہوئے بھی آسمان کی باتیں اور نعوذ باللہ خدائی دعوے ہانکنے لگتے ہیں اور یہ کوئی ہوائی باتیں نہیں بلکہ واقعاتی اور مشاہداتی حقائق ہیں، چنانچہ تاریخ عالم کا مطالعہ کیجئے! تو اندازہ ہوگا کہ دنیا میں ایسے بہت سے احمق ہوئے ہیں، جن کو قوت و طاقت کے نشے اور چند روزہ حکومت و اقتدار کے سودا نے پاگل کر دیا تھا، چنانچہ نمرود، فرعون، ہامان، شداد، قارون، ابرہہ، قیصر اور کسریٰ وغیرہ بیچارے اسی سودا کے مریض تھے، دور کیوں جایئے! ہمارے ملک کے عزت مآب صدر جناب پرویز مشرف بھی کل تک اسی غلط فہمی کا شکار رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اکثر وبیشتر فرمایا کرتے تھے: ''اب نواز شریف اور بے نظیر واپس نہیں آسکتے اور اب ان کا اس ملک کی سیاست میں کوئی کردار نہیں ہوگا، وغیرہ وغیرہ۔''

نمرود، فرعون ہامان، شداد اور ابرہہ وغیرہ تو منکرین خدا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت وقوت کے قائل نہ تھے، تو کیا جناب پرویز مشرف بھی اللہ کی قوت و قدرت کے قائل نہ تھے؟ نہیں، نہیں! وہ تو اپنے تئیں سید اور آل رسول ہونے کے دعویدار اور اللہ تعالیٰ کی قوت وقدرت کے قائل تھے، پھر سوال یہ ہے کہ ان تعلّی آمیز دعوؤں کا کیا معنی؟ دراصل بات یہ ہے کہ حکومت واقتدار نے ان کی عقل وفہم اور شعور وادراک پر پردے ڈال رکھے تھے۔ اس لئے وہ بھی وہی کچھ کہنے اور کرنے لگے جو ان کے پیش روؤں نے کہا اور کیا۔

اے کاش! ان کو اس کا احساس و ادراک ہو جاتا کہ ہماری قوت وقدرت اور حکومت واقتدار سے بالاتر بھی کوئی ذات اور ہستی ہے، جو دنیا بھر کی قوت وقدرت، طاقت وہیبت، شوکت وصولت او رحکومت واقتدار کے خزانوں کی مالک ہے، وہ جب اور جس کو چاہے حکومت واقتدار سے محروم کر سکتی ہے، وہ چاہے تو کسی بڑے سے بڑے مطلق العنان حکمران، اور ڈکٹیٹر آمر کو پل بھر میں تخت سے تختہ دار تک پہنچا سکتی ہے، وہ ایک لمحہ میں کمزوروں کو طاقت ور اور طاقت وروں کو کمزور اور عزت داروں کو ذلیل اور ذلیلوں کو معزز بنا سکتی ہے، اسی طرح وہ حاکموں کو محکوم اور محکوموں کو حاکم بنا سکتی ہے، چنانچہ اس نے اپنی اسی قوت وطاقت اور اختیار واقتدار کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

''قل اللّٰھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر، انک علی کل شیء قدیر۔''

(آل عمران:۲۶)

ترجمہ: ''تو کہہ یا اللہ! مالک سلطنت کے، تو سلطنت دیوے جس کو چاہے اور سلطنت چھین لیوے جس سے چاہے اور عزت دیوے جس کو چاہے اور ذلیل کرے جس کو چاہے، تیرے ہاتھ میں ہے سب خوبی، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

بلاشبہ اگر پرویز مشرف اور ان کے اسلاف کو ذرہ بھر اس کا احساس وادراک ہو جاتا تو یقیناً اس غلط فہمی کا شکار ہوتے اور نہ ہی وہ بلند وبانگ دعوے کرتے۔

بہرحال جس طرح نمرود، فرعون، ہامان، شداد اور ابرہہ وغیرہ اپنے اپنے انجام کو پہنچ گئے اور ان کی غلط فہمیاں دور ہو گئیں، ٹھیک اسی طرح ہمارے صدر محترم کی غلط فہمی بھی دور ہو گئی، کیونکہ قدرت نے ان کی صدارت کے دور میں انہیں یہ منحوس دن دکھا دیئے کہ جن لوگوں کو انہوں نے بیک بینی و دوگوش ملک سے بے دخل کیا تھا اور انہیں بدکردار و کرپٹ باور کراتے نہیں تھکتے تھے، آج وہ انہیں کو اختیارات منتقل کرنے پر مجبور ہو گئے اور جن کے خلاف وہ ہر بیان وتقریر میں بھڑاس نکالتے تھے، آج وہ انہیں کے سامنے بے بسی اور خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(جاری ہے)

مولانا عبدالکریم پاریکھ

اسلام میں خواتین کے حقوق

اس وقت خواتین کی اصلاح اور ان کا اسلام میں مرتبہ اور ایمان والی بہنوں کی جو حیثیت ہے اس سلسلے کے چند احادیث پیش کی جارہی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ایمان کے اعتبار سے مومنین میں سب سے کامل ایمان اس شخص کا ہے، جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو اپنے گھر والوں کے بارے میں اور اس میں بھی بہتر سے بہتر وہ ہے جس کا اخلاق اور جس کا برتاؤ اپنی بیوی سے زیادہ بہتر ہو۔“

یہ حدیث ایمان والی بہنوں کے مرتبے کو ظاہر کرتی ہے، کچھ جملے ایسے چل پڑے ہیں دنیا میں کہ اسلام میں اور مسلم معاشرے میں خواتین کی کوئی بڑی حیثیت نہیں ہے اور آج کل کا جو جاہل لٹریچر ہے اس میں اس طرح کی باتیں سنائی دیتی ہیں، پڑھنے میں کوئی حیثیت اور اہمیت نہیں، ان کے کچھ بھی حقوق نہیں ہیں۔

دس روپے کا صابن

غالباً ان کا خیال یہ ہو کہ بے پردہ خواتین ہوں، بازاروں میں گھومتی ہوں، ان کی آدھی عریاں تصویر کے بغیر ان کے دو آنے کی ماچس بھی نہ بکتی ہو یا دس روپے کا صابن ان کا اس وقت تک نہیں بک سکتا جب تک عورتوں کو کھلے عام نہ لے جائیں اور معاشرہ میں مرد و زن کا ایسا اختلاط ہو اور ایسا میل جول ہو جیسا مغربی معاشرے نے دنیا کے سامنے ایک نمونہ دکھایا ہے کہ عذاب کی شکل اختیار کر گیا، اس کو یہ کلے لوگ خواتین کی آزادی کہتے ہیں اور خواتین کا مرتبہ کہتے ہیں، ان کے مقابلے میں سلام ہو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ خواتین کو ان کا اصل مقام اور صحیح مرتبہ عطا فرمایا۔

سماجی ڈھانچہ میں عورت کا مقام

قرآن مجید کا جہاں تک تعلق ہے اور صاحب قرآن داعی الی اللہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا، اس کے ڈھانچہ کا تعلق ہے عورت کی

> دنیا کی آبادیوں کو کھنگال ڈالئے، عورت کی وہ حیثیت کہیں نہیں ملے گی جس اہمیت کا ان کو کاشانہ نبوت میں حامل قرار دیا گیا ہے، اسلام نے خواتین کو ان کا اصل مقام اور صحیح مرتبہ عطا فرمایا ہے

جو کارکردگی ہے وہ اسی خاک کے حدود اربعہ کے اندر ہے، عورت کوئی باہر کی چیز نہیں ہے، اگر باہر کی چیز ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو حدیث شریف میں نصف الایمان نہ فرماتے۔

دنیا کی آبادیوں کو کھنگال ڈالئے، آپ کو عورت کی وہ حیثیت کہیں نہیں ملے گی جو کاشانہ نبوت میں ان کو جس اہمیت کا حامل قرار دیا گیا ہے، کوئی کہتا ہے پاؤں کی جوتی ہے، جب چاہیں لے آئیں بازار سے اور جب چاہے اسے پاؤں سے اتار دیا۔

اسلام سے پہلے عورت کی درگت

بعض مذہبی لوگوں نے کہا کہ وہ دینی کتابوں کو ہاتھ نہیں لگا سکتی، خدا کا کلام اس کے منہ سے ادا نہیں ہوسکتا، مذہبی علوم کو وہ حاصل نہیں کرسکے گی وہ لکھنا پڑھنا بھی نہیں سیکھ سکتی، اس کے مرتبے کے مناسب یہ چیز نہیں ہے، عورت کو دنیا کے جاہل معاشرے کے اندر بالکل انجان رکھا گیا، اسے معلوم ہی نہ ہونے دیا کہ اس کی حقیقت کیا ہے؟ اس کی حیثیت کیا ہے؟ اور اس کی اہمیت کیا ہے؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب بعثت ہوئی تو بازاروں میں بھیڑ بکریوں کی طرح عورتیں بکا کرتی تھیں، جس طرح کہ آج کے زمانے میں ذبح کئے جانے والے جانوروں کی منڈیوں کے اندر بولی بولی جاتی ہے، ان کا نیلام ہوا کرتا ہے اسی طرح کی عورتوں لونڈیاں کے بازار لگتے تھے۔ کچھ تو ہوس پوری کرنے کے لئے بادشاہ اور جاگیردار خریدتے تھے، بعض کو قزاق اور ڈاکو پکڑ لے جاتے تھے، بعض لوگ کمیشن ایجنٹ بھی تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا جو زمانہ تھا، اس دور میں ہزاروں گھروں کے اندر بکاؤ عورتیں موجود تھیں اور ان کی خرید و فروخت بھی ہوا کرتی تھی۔

نیک عورت آدھا ایمان

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد دنیا میں انسانوں کے سامنے یہ بات کھل گئی کہ جو نیک عورتیں ہیں وہ مومن مرد کا آدھا ایمان ہیں

اورعورت کی کئی حیثیتیں واضح کی گئیں' فرمایا کہ انبیاؑ کی جو ماں ہوسکتی ہے انبیا علیہم والسلام جن کے پیٹ سے پیدا ہوئے وہ ناپاک کیسے ہوسکتی ہیں؟ اور وہ غیر اہم کیوں کر ہوسکتی ہیں؟ چنانچہ قرآن مجید کو ہی اگر دیکھا جائے تو سورۂ آل عمران' سورۂ نساء' سورۂ مریم' سورۂ تحریم' سورۂ مجادلۂ سورۂ نور' سورۂ احزاب' ان سب میں خواتین کے مسائل پر کھل کر اظہار فرمایا گیا ہے' جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور انہوں نے عورت کی اہمیت کو اپنی دعوت کے ساتھ قائم کردیا' مکی زندگی میں بھی اور مدنی زندگی کے اندر تو اس کے حقوق کو قانون کے شکنجے کے اندر ایسا جکڑ دیا کہ رہتی دنیا تک کوئی شخص اس کے حق کے اوپر ڈاکہ نہیں ڈال سکتا' اس کی تفصیل ذرا ملاحظہ فرمایئے:

آزادی کا پروانہ

پہلی بات تو یہ کہی گئی کہ عورتوں کا بیچنا خریدنا ممنوع قرار دیا گیا جو بکی خریدی جاچکی تھیں' ان کی آزادی کے پروانے جاری کئے گئے' بعض گناہوں کے کفارہ کے لئے قاعدہ مقرر کیا گیا کہ لونڈی اور غلاموں کو آزاد کردیا جائے' نتیجہ کے طور پر ڈھیرے ڈھیرے اس معاشرے میں خلافت راشدہ کے زمانے میں کلی طور پر حجاز کے اندر تیس لاکھ مربع میل کے علاقہ میں عورتوں کی غلامی کے مسئلے کو ختم کردیا گیا' اور الحمدللہ ثم الحمدللہ دنیائے انسانیت کے اندر خواتین کے اوپر سب سے بڑا احسان جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ اس کو آزادی بخشی۔

فرمایا کہ اگر وہ بیٹی ہے تو اس کی پرورش کرنے والے کے لئے میں جنت کی ضمانت لیتا ہوں' یہ بڑے مرتبہ کی بات ہے۔ فرمایا کہ وہ اگر کسی کی بیوی ہے تو میں اہل ایمان کے لئے' اہل ایمان معاشرہ کے لئے اس مومن مرد کو جس کی وہ بیوی ہے اس کا میں آدھا ایمان قرار دیتا ہوں' دوسرے معنی میں اس کا ترجمہ یہ بھی کرسکتے ہیں کہ اگر کسی مومن کے پاس نیک بیوی نہیں ہے تو اس کے ایمان میں گویا قدرے تھوڑی سی کمی رہ جائے گی۔

جنت کی ضمانت عورت کے ذریعہ

تیسری بات یہ فرمائی کہ اگر وہ کسی کی بہن ہے تو پورے سماج پر اس کا حق ہے کہ سماج اور سوسائٹی اس کی حفاظت کرے' اس کی نگہداشت کرے اور اس کے حقوق کی ادائیگی کے لئے سینہ سپر رہے' اگر وہ کسی کی ماں ہے تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قدموں تلے جنت کی شہادت دی' دنیائے انسانیت کے اندر عورت کا یہ اتنا بڑا مقام ہے کہ دوسری تہذیب والے غیر اہل کتاب لوگ کبھی اس کے مقابلے میں کوئی دلیل یا کوئی مرتبہ عورت کے لئے پیش ہی نہیں کرسکتے۔

عورت کو صاحب مال بنانے کی فطری اسکیم

اسی طرح جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے جبری نکاح کو ممنوع قرار دیا' آگے چل کر انشاء اللہ ایسی احادیث آئیں گی جس سے اندازہ ہوگا کہ عورت سے پوچھے بغیر اور اس کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح نہیں کیا جاسکتا۔ اس طریقہ سے مہر کا ایک ایسا نظام قائم کیا جو اس کا معاشرتی نظام ہے اور وہ خود اس کی مالکہ ہے' اس کے شوہر کو بھی اس بات کا حق حاصل نہیں کہ اس کے ادا کئے ہوئے مہر کو واپس لے لے یا چھین لے۔

چوتھا حق وراثت

چوتھی اہم بات یہ ہے کہ شوہر کے ترکہ میں اس کو حصہ دار قرار دیا' اس کو وارث قرار دیا' ماں باپ کے ترکہ کے اندر اس کو وارث قرار دیا' اسی طرح اس کے پیٹ سے جو اولاد پیدا ہوگی' اس کے ترکہ میں بھی اس کو وارث قرار دیا' اس طرح چوتھی معاشی اعتبار سے اس کی مدد فرمائی اور سماج کے اندر اس کو یہ حیثیت اور مقام عطا فرمایا کہ وہ صاحب مال بن جائے اور ظاہر ہے کہ کوئی بھی شخص اگر صاحب مال بن جائے اور صاحب نصاب بن جائے تو خود اس پر زکوٰۃ فرض ہوجائے گی' اب ایک عورت گھر میں بیٹھی کچھ نہیں کررہی ہے اور اس کے مال سے چالیسواں حصہ نکل جائے گا تو پینتالیس پچاس برس کے بعد اس کا مال ہی ختم ہوجائے گا۔ سلام ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ عورتوں کو اس بات کی ترغیب دی اور ان کی طبیعت میں اس بات کا تقاضا جاری کیا کہ وہ کاروباری زندگی کے اندر اپنا پیسہ لگائیں' چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے زمانے میں یہ مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا اور بعض خواتین نے یہ پوچھا کہ ہم کیا کریں؟ تو ان کو بھی راستہ بتادیا گیا کہ خدا نے رزق کے کئی دروازے کھولے ہیں' ان میں آپ جاہیں داخل ہوسکتی ہیں' اپنی مرضی اور اپنی سہولت کے لحاظ سے' چنانچہ مدنی زندگی کے اندر ہم دیکھتے ہیں کہ صحابیہ خواتین اپنے پیسے اور اپنی رقمیں ان قافلہ والوں کو دیتی تھیں جو مال لے جاکر کوئی مصر میں بیچتا تھا' کوئی کوفہ جاتا' کوئی بغداد جاتا تھا' اس زمانہ میں ٹرینیں نہیں تھیں اور ٹرانسپورٹ کے وسائل بھی نہیں تھے' پیدل قافلے زیادہ چلا کرتے تھے' کوئی خاتون کہتی کہ دس ہزار دینار کا گھی ہماری طرف سے لے جایا جائے' اور بیچ کر مصر سے رسی لائی جائے' یہاں سے کھجوریں لے جائیں اور وہاں سے فلاں چیز لائی جائے اور قافلہ والے اپنی اجرت اس میں سے لے لیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نبوت سے پہلے جس خاتون کا رسول کاروباری ذمہ لیا تھا' وہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ تھیں اور یہی خاتون ہیں کہ جنہوں نے اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں پیش کیا اور سب سے پہلا نکاح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اس زمین پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوا' یہی خدیجۃ الکبریٰؓ ہیں جن کا مال و

اسباب لے کر آپؐ باہر جاتے تھے اور اسے بیچ کر آتے تھے اور اس میں آپ کا جو حق الخدمت تھا' اسے وصول کرلیا کرتے تھے اور اس طرح اس کا نفع ان خاتون کو مل جایا کرتا تھا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا یہ نمونہ اس بات کی شہادت اور اجازت دیتا ہے کہ عورت پردہ کے اندر رہ کر اپنی عزت اور ناموس کی حفاظت کرتے ہوئے چاہے تو اپنی رقم کا جائز تجارتی استعمال کرسکتی ہے۔

عبادت میں عورت کا مقام

اس کے بعد قرآن شریف کے حفظ میں' فن حدیث میں عورتوں کا بڑا مقام ہے خود مسجد نبوی کی جو تعمیر ہوئی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کے ایک دروازے کا نام ''باب النساء'' تجویز فرمایا، خواتین اسلام اسی دروازے سے آتی تھیں اور اسی سے واپس ہوا کرتی تھیں' چنانچہ آج بھی مسجد نبوی مبارک کے اندر باب النساء موجود ہے گو اس کا سائز موجودہ زمانے کے ڈیزائن کے اعتبار سے بہت مرصع اور وسیع ہوگیا ہے لیکن جگہ وہی ہے اور اس کو اب بھی باب النساء کہا جاتا ہے' آج بھی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں نماز باجماعت کے اندر خواتین اپنے مخصوص حلقوں کے اندر شریک ہوتی ہیں' کوئی بھی حاجی اس بات کی گواہی دے سکتا ہے کہ اگر چالیس لاکھ حجاج نماز پڑھتے ہیں مکہ معظمہ کے اندر حج کے موقع پر تو دس پندرہ لاکھ خواتین بھی ضرور اس میں شریک ہوتی ہیں گو ان کے حلقے الگ الگ ہوتے ہیں جہاں وہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھتی ہیں۔ آج چونکہ فتنوں کا دور ہے اس لئے علماً بھی ڈرتے ہیں اور خود ہم بھی ڈرتے ہیں کہ مساجد کے اندر عورتوں کے آنے کا سلسلہ اگر جاری کیا گیا تو کئی فتنے سر اٹھا سکتے ہیں' لیکن اب چونکہ اسلام کبوتر بازی کی نذر ہوگیا' پتنگ بازی کی نذر ہوگیا' بادشاہوں کی نذر ہوگیا' آپسی جھگڑوں کے نذر پڑ گیا' اس کی اصل جو روح ہے وہ مسائل کی بحث کے اندر کچل کر رکھ دی گئی' معلوم نہیں ہوتا کہ حقائق کیا ہیں اور ان کی روشنی کیا ہوسکتی ہے' اس لئے بہت سے لوگوں کو کہنا پڑتا ہے کہ بھئی خواتین کے یہ حقوق ہیں اور خواتین کے وہ حقوق ہیں۔

دور اول کی خواتین کی قربانیاں

سپہ سالاری میں اور فن حرب میں اور جنگی قیدیوں کی مرہم پٹی کے اندر حتی کہ جنگی قیدیوں کو گرفتار کرنے کے اندر بھی خواتین اسلام نے دور اول کے اندر حصہ لیا ہے' مصائب و مشکلات میں زخموں کو جھیلنے میں اپنے شوہروں کی قربانی دینے میں حتی کہ اپنے جوان بیٹوں کو جہاد کے اندر شہید کرانے کے معاملے میں بھی انہوں نے بڑی بڑی قربانیاں دے کر بڑے مقام حاصل کئے اور ہزاروں خواتین کی تعداد ایسی ہے جو دربار نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں آکر رضی اللہ عنہا کا خطاب پاچکی ہیں یعنی اللہ ان سے راضی ہوگیا' عام مومنین اور مومنات کے اوپر ان کو بڑی فضیلت ہے اور اہمیت حاصل ہے۔

مسلم خواتین کا نور حشر کے میدان میں

اس طرح حشر کے میدان میں جو لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے مستحق ہوں گے ان میں عورتیں بھی ہوں گی' فرمایا قرآن شریف میں کہ ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے امتی مردوں کو اور اپنی امتی عورتوں کو جب تم دیکھو گے تو ان کے چہرے کے اوپر ایمان کا نور حشر کے میدان میں روشنی دے رہا ہوگا اور اس روشنی کے اندر اپنے سفر کو وہ طے کررہے ہوں گے اور ایسی سدا بہار جنتوں کے اندر انہیں داخلہ ملے گا کہ اس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔'' (سورۂ حدید ۵۷ آیت ۱۲)

گھر والیوں کو سلام

دنیا کی کون سی تہذیب یہ کہتی ہے:

''جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں کو سلام کرلیا کرو کہ یہ اللہ کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے۔''

(سورۂ نور:۶۱)

کیا اس کا نمونہ دنیا میں کہیں اور ملتا ہے؟ کہیں آپ کو یہ بھی ملے گا کہ خود اپنے گھر میں جب داخل ہو تو ''حتی تستانسو وتسلموا علی اهلها'' یعنی خبر کردے اشارہ کردے کہ کوئی آرہا ہے اور سلام کرتے ہوئے گھر میں داخل ہوتا کہ گھر کی بہو بیٹیاں سنبھل جائیں' پلہ' دوپٹہ اوپر نیچے ہو تو سنور جائے' پردہ کا خیال رکھیں کوئی کس حال میں ہے؟ کنگھی چوٹی کررہی ہوں تو وہ درست ہوجائیں' کیا ایسے احکامات کسی شرعی کتاب میں قرآن اور حدیث کے سوا آپ کو مل سکتے ہیں؟

نکتہ چیں خود اپنے جال میں

نکتہ چیں معاشرے کو اور ان لوگوں کو کیا حق ہے کہنے کا جن کے پاس کوئی دین نہیں' کوئی شریعت نہیں۔ ہمیں اس بات کے کہنے کا حق ہے کہ لاکھوں حدیث شریف کی روایتیں ہم کو خواتین اسلام کے ذریعے ملیں جو حیض کے بارے میں ہیں' غسل کے بارے میں' زچگی سے متعلق اور زوجین کے تعلقات کے بارے میں ہیں اگر خواتین اسلام ان روایتوں میں حصہ نہ لیتیں اور فقہ کے معاملات میں ادراک نہ رکھتیں تو ہم نسوانی مسائل کے نبوی ذخیرہ سے محروم ہی رہتے۔

ماں عائشہ صدیقہؓ سے لے کر کریمہ نام کی وہ خاتون جن کی روایتوں کو امام بخاریؒ نے اپنی کتاب کے اندر درج کیا' خواتین کا ایک بڑا زبردست سلسلہ ہے جو ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد کو پہنچتا ہے۔

یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ اچھا مومن اس کو کہا گیا کہ جس کا اپنی گھر والی کے ساتھ بہتر سلوک ہو۔

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ''دنیا' سامان زندگی کا نام ہے جو چند روز رہے گی لیکن

اس متاع زندگی میں اس برتنے کے سامان میں بہتر سے بہتر کوئی سامان ہوسکتا ہے تو وہ آدمی کی نیک بیوی ہے۔" (رواہ مسلم)

یہ کتنا بڑا مرتبہ ہے نیک مسلم خاتون کا

ایک تیسری حدیث ہے:

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تقویٰ کے بعد مومن کے لئے سب سے بہتر اگر کوئی چیز یا سامان ہوسکتا ہے آخرت کا تو اس کی نیک بیوی ہے پھر نیک بیوی کی خصلتیں بھی بتائیں کہ جب خاوند اس کو حکم کرے تو وہ اس کا حکم بجالائے اور خاوند اس کی طرف دیکھے تو خوش ہوجائے۔"

گھر، گھر والیوں سے ہے

اس میں بھی ایک جمال ہے سیرت نبوی کا کہ خواتین اسلام اپنی گھریلو زندگی کو صاف ستھری اور پاک رکھے یہ نہ ہو کہ گھر میں سر جھاڑ اور منہ پھاڑ بیٹھی ہوئی ہوں شوہر گھر میں آئے تو دنیا بھر کی گندگی گھر میں پڑی ہوئی ہے اور اس کا جی نہ لگے ایسا گھر نہیں ہونا چاہئے گھر گھر والیوں سے بستا ہے گھر والیوں کو ایسا طرز زندگی اختیار کرنا چاہئے جو طہارت کا اور پاکیزگی کے ماحول والا ہو جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بیویوں کا ماحول تھا تو فرمایا کہ عورت کی بہتری اس میں ہے کہ جب شوہر اس کو حکم دے تو اس کی تعمیل کرے اطاعت کرے شوہر جب اس کی طرف دیکھے تو خوش ہوجائے۔

خواتین کے درجے کو گھٹانے والے اعمال

یہ عورت کی کمزوری ہے کہ منہ پھلائے بیٹھی ہو ہر وقت چڑچڑی ہو مارکوٹ کرتی ہو کہیں نند سے جھگڑا پڑا ہوا ہے کہیں ساس سے تکرار جاری ہے روز پڑوسیوں سے نوک جھونک لگائے ہوئے ہو ایسی بیوی کو اسلام کے اندر کوئی اچھے مقام والی عورت نہیں کہا گیا خواتین اسلام کو بھی اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہئیں جو اپنی گھر کی زندگی کو خوبصورت سے خوبصورت اور اچھے سے اچھا بنائیں۔

سگھڑ عورت شوہر کے لئے رحمت کا باعث

ایک اور صفت بتائی کہ "وان اقسم علیها ابو ته" کہ شوہر اس کے بارے میں کوئی دعویٰ کرے کوئی قسم کھالے اور کوئی بات کہہ دے تو وہ اس کو پوری کرکے دکھلائے مثلاً گھر کی خاتون ایسی سگھڑ ہیں کہ چار مہمان کے بدلے دس مہمان بھی اگر گھر میں آگئے تو وہ گھبراتی نہیں نہ وہ شوہر کو پریشان کرے گی بلکہ وہ کہے گی کہ کچھ تھوڑا سا جو بچا ہوگا اس کو بنالوں گی کچھ روٹیاں بنالوں گی کچھ انڈے وغیرہ تل لوں گی کچھ اچار چٹنی ڈال کر رکھ دوں گی کچھ پوریاں بنالیں گے تھوڑا بازار سے بھی منگوالیں گی آج کے زمانے میں ہم دیکھتے ہیں کہ شوہر پوچھے بیوی صاحبہ سے کہ بھائی انتظام کتنے آدمیوں کا ہے تو کہا کہ چار آدمیوں کا اور اگر شوہر کہے کہ چار کے بجائے اچانک پانچ سات آدمی اور آگئے ہیں تمہیں کرنا پڑے گا انتظام اب چونکہ شوہر کو بیوی پر اعتماد اور اس کی صلاحیتوں پر اطمینان ہے اس لئے سلیقہ مند بیوی بھی خوش اسلوبی سے معاملہ کو سنبھال لے گی۔

سلیقہ مند بیوی

مجھے تو ملک کے مختلف حصوں میں جانا پڑتا ہے کئی جگہ کھانے پر جانا پڑتا ہے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ گھر کے اندر جو گھر والی ہے وہ نماز والی ہے تہجد گزار بھی ہے قرآن مجید کے پڑھنے پڑھانے والی بھی ہے اور سلیقہ مند بھی ہے ہر چیز سلیقہ سے رکھی ہوئی ہے گھر کے اندر دریاں بچھی ہوئی ہیں یا کوئی ساز و سامان ٹوٹا پھوٹا ہے اس کے اوپر ایسی خوبصورت چادر ڈال دی کہ اندر کیا رکھا ہے یہ پتہ ہی نہ چلے بعض بعض علاقوں میں ہم نے دیکھا کہ پلنگ کے نیچے سارا سامان دھر دیا اس پر چادر ایسی تان دی کہ ذرا بھی کوئی چیز اس کے اندر سے عیب کی نہیں دکھائی دیتی برتن دیکھتے ہیں کہیں جھوٹے نظر نہیں آتے مکھیاں کہیں بھنبھناتی نظر نہیں آتیں اور کھانے کی ہر چیز جب کھائی جاتی ہے تو مومن کے دل میں ایک طرح کا سرور پیدا ہوتا ہے۔

مومن کے ہاتھ کے کھانے کی تاثیر

ایمان والی عورتوں کی بنائی ہوئی روٹی اگر کھانے میں آئے گی تو اطاعت میں زیادتی آئے گی آج کے زمانے میں ہوٹل کے کھانے اور ادھر کے ادھر کے کھانے جو کھائے جاتے ہیں اس سے طاعت میں کمی واقع ہوتی ہے بلکہ میں تو کبھی کبھی یہ بھی کہا کرتا ہوں سوچنے والا دماغ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے کبھی ایسی بات بھی ذہن میں آتی ہے اور ہمارے شیخ نے اس کو بہت پسند کیا ہے کہ بھئی بات تو ٹھیک ہے بات میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کسی کو ایمان کے اندر اگر قریب لانا ہو تو اس کا سامان کیا جاتا ہے کبھی دعوتیں کرتے ہیں کبھی گفتگو کرتے ہیں کبھی قرآن شریف سناتے ہیں کبھی آخرت کا خوف دلاتے ہیں کبھی مذہب کی صحیح روح اس کے سامنے رکھتے ہیں کبھی توحید کے بارے میں دعوت پیش کرتے ہیں کبھی اس کو کھانا وغیرہ بھی کھلادیتے ہیں میں نے عرض کیا کہ کسی مومن تہجد گزار عورت کے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا اس کو کھلایا جائے کہنے لگے کہ اس سے کیا ہوگا؟ ہم نے کہا کہ اس کے اندر کفر اور شرک بھرا ہوا ہے اس سے ایمان والی کی بنائی ہوئی روٹی کا ٹکراؤ ہوگا اور اس کشمکش میں شاید کوئی صورت ایسی ہو کہ اللہ تعالیٰ ایمان کی طرف اس کو جھکادے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ غذا جزو بدن بنتی ہے اور جزو بدن جو چیز بنے اس میں ایمان کی روشنی ہو حلال کی چیز ہو تو اس کا اثر انشاء اللہ پڑے گا اور ہم نے الحمدللہ بار بار تجربہ کیا ہے اور کسی کو کر کے دیکھنا ہو تو تجربہ کرکے دیکھ لے۔ (جاری ہے)

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

توبہ کی حقیقت

توبہ توڑنے اور پھر جوڑنے کا فائدہ:

یہ ذہن میں رکھو کہ اگر توبہ توڑتے رہے، جوڑتے رہے، توڑتے رہے، جوڑتے رہے، تو کیا بعید ہے کہ توبہ توڑنے کے بعد جب تم نے جوڑلی تھی تو اس حالت میں تمہارا انتقال ہو، تم توبہ جوڑتے رہے اور توبہ ٹوٹتی رہی، لیکن آخری جو عمل ہوا وہ تھا توبہ کا جوڑنا، توبہ کرلی، اس کے بعد پھر گناہ کا ارتکاب نہیں کیا، بلکہ اس حالت میں موت آگئی اور اللہ کی بارگاہ میں پہنچ گیا تو دنیا سے تائب ہوکر گیا، اب یہ شخص اگرچہ روزانہ سو مرتبہ توبہ توڑتا تھا، جوڑتا تھا، توڑتا تھا، جوڑتا تھا، لیکن اس کا آخری عمل تو توبہ ہی رہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"انما الاعمال بالخواتیم۔"

ترجمہ: "اعمال کا مدار خاتمے پر ہے۔"

جب اعمال کا مدار خاتمے پر ہے تو اگر آخری عمل توبہ کرکے تمہارا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچنا ہے کہ توبہ کرنے کے بعد پھر گناہ کا ارتکاب نہیں کیا تو تمہاری توبہ مکمل ہوگئی، تم تائب ہوکر اللہ کی بارگاہ میں پہنچ گئے اور خاتمہ بالخیر ہوا۔ اس لئے توبہ کرتے وقت تم عزم یہ رکھو کہ آج کے بعد انشاء اللہ گناہ نہیں کروں گا، لیکن اگر فرض کرو کہ پھر گناہ کا ارتکاب ہوجائے تو دل شکستہ ہوکر توبہ سے نہ ہٹو، بلکہ پھر توبہ کرو، بلکہ پہلے سے زیادہ پکی توبہ کرو اور کہو کہ: "یا اللہ! مجھ سے پھر غلطی ہوگئی ہے، میں ایسا رذیل آدمی ہوں، اتنا کمینہ ہوں کہ آپ سے میں نے وعدہ کیا تھا کہ دوبارہ گناہ نہیں کروں گا، اس وعدے کو بھی پورا نہ کرسکا، یا اللہ! مجھے معاف فرمادیجئے، میں اب نہیں کروں گا۔"

کپڑے کا گندا ہوجانا بُرا نہیں، اس کو صاف نہ کرنا بُرا ہے:

بھائی! کپڑے کو گندا کرنے سے تو پرہیز کرنا چاہئے، اس سے بچنا چاہئے، لیکن اگر گندا ہوجائے تو اس کو صابن لگاکر دھونے سے پرہیز کرنا تو عقل کی بات نہیں ہے، ایک مرتبہ تم نے کپڑے کو دھولیا، صاف کرلیا، صابن لگاکر اچھی طرح تمام کے تمام داغ، دھبے خوب اتار دیئے، اب کیا کرنا چاہئے؟ یہ کہ آئندہ ملوث نہ ہوں، لیکن بچوں کی طرح اگر نادانی کا دور ہے، پھر کپڑے خراب ہوجاتے ہیں تو کپڑوں کو گندے کرنے سے بچانا چاہئے تھا، لیکن جب گندے ہوجائیں تو صابن لگاکر دھونے سے تو نہیں بچنا چاہئے، خوب یاد رکھو! کہ گناہوں کے ارتکاب سے ہمارے ایمان کا جامہ گندا ہوجاتا ہے، بدبودار اور متعفن ہوجاتا ہے، میلا ہوجاتا ہے، قابل نفرت ہوجاتا ہے، اور خوب اچھی طرح جم کر توبہ کرنے سے وہ ایمان کا جامہ صاف ہوجاتا ہے اور پھر نکھر آتا ہے، توبہ کرکے آئندہ گناہ کرنے سے ضرور بچو، لیکن پھر اگر کوئی داغ دھبہ لگ گیا تو فوراً توبہ کرو، فوراً صابن لے کر ملو، انشاء اللہ جب تم بار بار توبہ کروگے اور اللہ تعالیٰ سے استقامت کی دعا کروگے کہ: "یا اللہ! اب مجھے بچالیجئے، میں اپنی استعداد و قوت کے ساتھ، اپنی طاقت کے ساتھ گناہ سے نہیں بچ سکتا، جب تک آپ مجھ پر رحم نہ فرمائیں اور میری مدد نہ فرمائیں، مجھے آئندہ گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمادیجئے" اگر ایسا کرتے رہوگے تو انشاء اللہ رفتہ رفتہ یہ کیفیت ہوجائے گی کہ توبہ کروگے، لیکن گناہ نہیں ہوگا، انشاء اللہ!

توبہ کرتے وقت ارادہ رکھو کہ آئندہ گناہ نہیں ہوگا، اب مستقل طور پر ہمارا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ درست ہوگیا اب ہم ٹھیک چلیں گے، اور پھر ہمت سے کام لو، گناہ کا کتنا ہی تقاضا ہو، گناہ نہ کرو، کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو عہد کیا ہے، اس کو پورا کریں اور آئندہ گناہ کے ساتھ اپنے دامن کو آلودہ نہ کریں، لیکن اگر ہوجائے تو فوراً توبہ کرو، بس اس کو ہمیشہ کا دستور العمل بنالو کہ گناہ ہوجائے تو فوراً توبہ کی جائے۔

۶:... چھٹی بات یہ کہ جتنی کوتاہیاں ہوگئی ہیں، ان کی تلافی کرو، نمازیں قضا ہوتی رہیں، اب تم نے سچے دل سے توبہ کرلی، لیکن توبہ کرنے سے نمازیں معاف نہیں ہوگئیں، بلکہ نمازیں تمہارے ذمے اب بھی باقی ہیں، جیسے کہ آج ایک ظہر کی نماز ہمارے ذمے فرض تھی (اور وہ ہم نے ادا کی) پوری زندگی کی ظہر کی نمازیں ہمارے ذمے فرض ہیں اور یہ فرض ہمارے ذمے باقی ہیں، ان تمام نمازوں کا ادا کرنا اسی طرح ضروری ہے، جس طرح کہ آج کی نماز کا ادا کرنا فرض تھا۔ رہا یہ سوال کہ پھر توبہ کرنے کا فائدہ کیا ہوا؟ توبہ کرنے کا فائدہ یہ ہوا کہ تاخیر کی وجہ سے تم نے جو کوتاہی کی کہ وقت پر ادا نہیں کی، اس کی معافی مل جاتی ہے، اس کی مثال ایسے سمجھو کہ کسی شخص نے پلاٹ خریدا

تھا، اس کی قسطیں بہت آسان سی رکھی ہوئی تھیں، اس نے بے پروائی کی ادا نہیں کیں۔ متعلقہ محکمے نے اس کا پلاٹ ہی منسوخ کر دیا اور جو پیسے دیئے تھے وہ بھی ضبط کر لئے، اب یہ بڑے افسر کے پاس جا کر کہتا ہے کہ جی مجھ سے بڑی کوتاہی ہوئی ہے، میں آئندہ سستی نہیں کروں گا اور وہ افسر اس کی بات سن کر لکھ دیتا ہے کہ اس کا پلاٹ بحال کر دیا جائے۔ تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ جو پرانی قسطیں رہ گئی ہیں، وہ بھی معاف ہو گئیں؟ نہیں! پلاٹ کی منسوخی تو اس نے از راہ ترحم ختم کر دی، لہٰذا پلاٹ تو بحال ہو گیا، لیکن جو قسطیں تمہارے ذمے تھیں وہ تو بدستور واجب الادا رہیں گی، بلکہ دنیا کا حاکم اول تو ایسے منسوخ شدہ پلاٹ کو بحال ہی نہیں کرے گا، اور اگر کوئی رحم دل ایسا کر بھی دے تو وہ حاکم یہ کہے گا کہ تمام گزشتہ قسطیں یک مشت یہاں لا کر رکھ دو، تب میں بحالی کا حکم جاری کرتا ہوں، تو جتنی زندگی میں ہم نے نمازیں قضا کی ہیں، اگر عزم رکھتے ہو کہ میں ان کو ادا کروں گا، تب تو توبہ صحیح ہوئی، اور گزشتہ نمازیں قضا کرنے کا اگر عزم نہیں تو توبہ ہی نہیں، مذاق اڑاتے ہو توبہ کا...!

اسی طرح کسی شخص کے ذمہ روزے باقی ہیں، اس نے روزے چھوڑ دیئے تھے، یا توڑ دیئے تھے رمضان المبارک کے بعض چھوڑ دیتے ہیں، بعض توڑ دیتے ہیں، اگر کسی نے روزہ چھوڑ دیا تو اس کے بدلے ایک روزہ اس کے ذمے ہے، اور اگر کوئی شخص روزہ توڑ دے تو اکسٹھ روزے اس کے ذمے ہیں، ایک روزہ تو توڑے ہوئے روزے کی جگہ، اور ساٹھ روزے کفارے کے اور یہ ساٹھ روزے لگاتار ہوں کہ درمیان میں وقفہ نہ ہو، درمیان میں ناغہ نہ ہو، اگر ناغہ ہو جائے تو پھر نئے سرے سے شروع کرے، یہاں تک کہ لگاتار کفارے کے ساٹھ روزے پورے ہو جائیں، رمضان کا ایک روزہ توڑ دینے کا اتنا بڑا گناہ ہے۔

اسی طرح کسی شخص نے کسی کو قتل کیا ہو اور یہ قتل جان بوجھ کر نہیں، بلکہ غلطی سے ہوا ہو، خطا سے ہوا ہو تو اس کا کفارہ قرآن کریم نے یہ ذکر کیا ہے کہ غلام آزاد کرے، اگر غلام نہیں ملتا تو دو مہینے پے در پے روزے رکھے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنے کے لئے۔ بس اس کی توبہ قبول ہونے کی شرط یہ ہے کہ دو ماہ کے لگاتار روزے رکھے، اگر روزے رکھنے شروع کر دیئے تھے کہ درمیان میں بیمار ہو گیا اور روزے کا ناغہ ہو گیا تو جتنے روزے رکھے تھے، وہ ختم، اب نئے سرے سے شروع کر کے ساتھ پورے کرے، البتہ عورت کو جو اس کے خاص ایام کی وجہ سے روزے قضا کرنے پڑتے ہیں، وہ اس تسلسل میں رکاوٹ نہیں ڈالتے، لیکن شرط یہ ہے کہ پاک ہونے کے بعد فوراً شروع کر دے۔ الغرض! جس نے روزے نہیں رکھے تھے، وہ قضا کرے، یا اگر توڑ دیئے تھے تو توڑے ہوئے روزوں کا کفارہ ادا کرے۔

اسی طرح اگر کسی نے اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دی تھی تو گزشتہ سالوں کا حساب کر کے زکوٰۃ ادا کرے، جتنے سال سے اس کے پاس مال تھا اس کا حساب کر کے زکوٰۃ ادا کرے۔

اسی طرح حقوق اس نے دبائے ہوئے ہیں تو جو حقوق ادا کرنے کے لائق ہیں، ان کو ادا کرے اور اگر ان کا ادا کرنا ممکن نہیں، یعنی ان کا معاضہ ادا نہیں کیا جا سکتا، تو صاحب حق سے معافی مانگے، مثلاً: ایک آدمی اپنی بیوی کے ساتھ ظلم اور زیادتی کا مرتکب ہو رہا ہے تو اس کی معافی کی شرط یہ ہے کہ اس سے معافی مانگے، اسی طرح اگر کسی عورت نے اپنے شوہر کے ساتھ زیادتی کی ہے تو توبہ کے لئے شرط یہ ہے کہ اس سے معافی مانگے، اگر کسی کا کسی کے ذمے قرض ہے، اس کو ادا کرے اور ادا کرنے میں جو تاخیر کی، اس کی معافی مانگے، اگر کسی کی چوری کی ہے، کسی سے رشوت لی ہے، کسی کا مال ناجائز کھایا ہے اس کو واپس کر دے۔

سچی توبہ پر نصرتِ الٰہی:

حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ: میرے پاس ایک آدمی آیا کہ میں بیعت ہونا چاہتا ہوں، پوچھا: کیا کام کرتے ہو؟ کہا کہ: ڈاکے ڈالتا تھا، لیکن اب میں تائب ہو کر آیا ہوں۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ: تمہیں بیعت ضرور کریں گے، لیکن جب سے تم نے یہ کاروبار شروع کیا تھا، اس کی فہرست بنا کر لاؤ کہ کتنے ڈاکے ڈالے، کس کس کا گھر لوٹا تھا۔ حضرتؒ فرماتے ہیں کہ آدمی سچا تھا، چند دن کی محنت کے بعد اس نے یاد کر کے جتنے ڈاکے ڈالے تھے، جتنی چوریاں کی تھیں، ان سب کی فہرست بنائی اور حضرتؒ کی خدمت میں پیش کی۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ: اب دوسرا کام یہ کرو کہ ان میں سے ہر ایک کے پاس جاؤ کہ فلاں وقت میں نے تمہاری چوری کی تھی، ڈاکہ ڈالا تھا اور اب میں تائب ہو گیا ہوں، تمہارا مال میرے ذمے قرض ہے، یہ قرض مجھے فوراً ادا کرنا چاہئے تھا مگر اتنی گنجائش میرے پاس نہیں کہ اس کو فوراً ادا کر دوں، اب اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں، اب تو یہ کہ آپ معاف کر دیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا بدلہ قیامت کے دن عطا فرمائیں گے، دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ یہ میرے ذمے ہے، میں وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ! اللہ تعالیٰ توفیق دیں گے تو میں فوراً ادا کر دوں گا، بہرحال آپ کو اس کی وجہ سے جو اذیت پہنچی، اس پر مجھ کو معاف کر دیں۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ ہر ایک کے پاس جاؤ اور ہر ایک سے لکھوا کر لاؤ کہ میں نے معاف کر دیا، یا میں مہلت دیتا ہوں ادا کرنے کی کہ جب تم چاہو، جب تمہیں سہولت ہو تم ادا کر دینا۔ اس شخص کے دل میں سچی طلب تھی، ہمارا نفس تو کہے گا

کہ: ’’میاں! اگر اس کے سامنے جا کر اقرار کرو گے تو تمہیں پکڑوا دیں گے، پکڑے جاؤ گے۔‘‘ جب تم نے کسی سے رشوت لی ہے، جب تم نے کسی کی چوری کی ہے، جب تم نے ڈاکا ڈالا ہے تو بھائی! پکڑ تو لازماً ہوگی، اگر یہاں نہیں پکڑے جاؤ گے تو وہاں پکڑے جاؤ گے، تم پکڑ سے بچ نہیں سکتے، اگر یہاں کی پولیس نہیں پکڑے گی تو وہاں کی پولیس پکڑے گی۔ حضرتؒ فرماتے ہیں کہ: یہ شخص ہر ایک کے پاس گیا اور اللہ کی شان کہ اس نے سب سے ایسی بات کی، اللہ جانے کتنے اخلاص کے ساتھ بات کی کہ ہر ایک نے لکھ دیا کہ میں نے اللہ کے لئے معاف کیا، حتیٰ کہ ایک ہندو کی چوری کی تھی اس ہندو نے یہ لکھ دیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے معاف کر دیا، یہاں تک کہ ایک ہندو نے لکھا: ’’میں نے حسبتاً للہ معاف کر دیا۔‘‘ تب حضرتؒ نے اس کو بیعت فرمایا، یہ ہوئی نا سچی توبہ.....!

تو حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد ہوں، ان کو ادا کرنا اور جب تک ادا نہ ہوں، اپنے ذمے قرض سمجھنا لازم ہے، کسی کی دکان غصب کی ہوئی ہے، کسی کی زمین غصب کی ہوئی ہے، کسی کی املاک پر قبضہ کیا ہوا ہے، کرائے کے مکان میں رہتے تھے، مالک کو کہہ دیا کہ: ’’جاؤ کرلو جو تم سے ہوسکتا ہے، مکان نہیں چھوڑیں گے!‘‘ اگر کوئی شخص لوگوں کی املاک پر غاصبانہ قبضہ جمالے اور پھر خانہ کعبہ میں جا کر غلاف کعبہ پکڑ کر توبہ کرے گا، تب بھی اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی، جب تک کہ اس غصب سے توبہ کر کے اس کے مالک کو واپس نہیں کر دیتا۔

تم مخلوق کو عاجز کر سکتے ہو، مگر اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے، مخلوق کو دھوکا دے سکتے ہو، تمہارے تسبیح پڑھنے سے، تمہارے بار بار حج و عمرہ کرنے سے مخلوق دھوکا کھا سکتی ہے، لیکن اللہ کو دھوکا نہیں دیا جاسکتا، تم غلاف کعبہ پکڑ کر اللہ سے توبہ کرو، لیکن تمہاری توبہ قبول نہیں ہوگی، جب تک کہ ارباب حقوق کے حقوق ادا نہیں کرتے یا ان سے معاف نہیں کرواتے۔

یہ چھ نمبر میں نے ذکر کر دیئے ہیں، ان چھ نمبروں کو مکمل کر لیا جائے تو توبہ ہے اور اگر یہ نہ ہو تو پھر توبہ نہیں ہے، صرف توبہ کے الفاظ ہیں۔ سارا دن ’’روٹی، روٹی‘‘ کا وظیفہ پڑھتے رہو، تمہارا پیٹ نہیں بھرے گا، جب تک کہ روٹی عملاً کھا نہیں لیتے، اور نہ تمہیں روٹی کا ذائقہ آئے گا، پیٹ تب بھرے گا جبکہ روٹی کو حلق سے نیچے اتارو گے، تب قوت بھی حاصل ہوگی اور پیٹ بھی بھرے گا۔ استغفر اللہ العظیم، استغفر اللہ العظیم، پوری تسبیح پڑھ دو، لیکن دل میں معافی مانگنے کا مضمون نہیں ہے، نہ گناہ کو گناہ سمجھا، نہ آئندہ گناہ سے بچنے کا عزم کیا، نہ گزشتہ گناہوں پر افسوس ہوا، نہ ان کا تدارک کیا، نہ حقوق اللہ ادا کئے، نہ حقوق العباد ادا کئے، نہ اللہ تعالیٰ سے معاملہ درست کیا، نہ بندوں سے معاملہ درست کیا، پھر چاہتے ہو کہ توبہ قبول ہوجائے، کیسے ہوگی...؟ اس کا نام تو توبہ نہیں ہے:

سبحہ در کف، توبہ بر لب، دل پُر از ذوقِ گناہ
معصیت را خندہ می آید بر استغفار ما

بزرگ فرماتے ہیں کہ ہاتھ میں تسبیح ہے، دانے پر دانہ پھینک رہا ہے، ٹھک ٹھک تسبیح چل رہی ہے، لیکن دل گناہوں کی لذت سے بھرا ہوا ہے، دل میں گناہ سے کراہیت پیدا نہیں ہوئی، بلکہ دل گناہوں کی لذت سے بھرا ہوا ہے، ایسا استغفر اللہ پڑھنے پر گناہ ہنستا ہے، ایسے استغفار پر معصیت کو ہنسی آتی ہے، اور سچی بات یہ ہے کہ اگر صحیح توبہ ہوجائے تو آدمی کی زندگی کی لائن بدل جاتی ہے، جو معاملات ہم شریعت کے خلاف کرتے ہیں، توبہ کے معنی یہ ہیں کہ ہم ان غلط کاموں کو چھوڑ دیں، ہمارا کاروبار، ہماری دکان، ہمارا کارخانہ اور ہمارا لین دین جو شرع کے خلاف ہے اس کی کل درست ہوجائے، اس کی لائن درست ہوجائے، یہ ہے توبہ، اگر وہی بے ڈھنگی چال ہے جو پہلے سے تھی تو پھر صحیح توبہ نہیں کی، زبان پر توبہ کے الفاظ ہیں، حقیقت توبہ کی نصیب نہیں ہوئی، اللہ تعالیٰ ہمیں سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائیں، میں توبہ کے فضائل بیان کر چکا ہوں، توبہ اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے، ارشاد ہے:

’’اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں توبہ کرنے والوں کو، اور اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں خوب پاک صاف رہنے والوں کو۔‘‘

(البقرہ:۲۲۲)

خلاصہ:

خلاصہ اس سارے مضمون کا اتنا ہے کہ گناہ ایک گندگی ہے، جیسے پاخانہ، پیشاب ایک گندگی ہے، چونکہ ہماری ناک یہ بدبو نہیں سونگھتی، اس لئے ہمیں گناہوں سے بدبو نہیں آتی۔ مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے کہ جب یہ بندہ ایک لفظ جھوٹ کا زبان سے نکالتا ہے تو اس کی بدبو کی وجہ سے فرشتہ ایک میل دور ہوجاتا ہے۔ اسی طرح جتنے بھی گناہ ہیں، یوں سمجھو کہ بدن کے اندر کوڑھ کی بیماری ہے اور اس سے بدبودار مادہ رس رہا ہے، اس بدبودار مادے کے ساتھ تم عبادت کرو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقرب ہوجاؤ، یہ کیسے ممکن ہے؟

تو میں نے کہا کہ خلاصہ ساری بات کا اتنا ہے کہ گناہ ایک نجاست ہے، اور ایسا تعفن کہ اگر ہم پر پردہ نہ ڈالا ہوتا تو اس کی بدبودار تعفن کی وجہ سے ہمارے دماغ پھٹ جاتے، اس گندگی سے صفائی صرف اس صورت میں ممکن ہے جبکہ ہم اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیں اور آئندہ گناہ سے بچنے کا اور گزشتہ گناہوں کا تدارک کرنے کا فیصلہ کرلیں اور اللہ رب العزت سے عہد کر لیں تو ان شاء اللہ فوراً معافی مل جائے گی، اللہ تعالیٰ ہمیں سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائیں۔

☆☆............☆☆

مولانا نورالبشر محمد نورالحق

گستاخانہ خاکے
اسباب اور ہماری ذمہ داریاں

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں یہ حقیقت واضح کردی ہے کہ مخلوق کو دو بڑی قسموں میں منقسم کیا گیا ہے:

"ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَّمِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ۔" (التغابن:۲)

ترجمہ: "اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا، سو تم میں کچھ لوگ کافر ہیں اور کچھ مومن۔"

ان دونوں فریقوں کے درمیان کشمکش روزِ اوّل سے جاری و ساری ہے اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال اور اس کے اعوان کے خاتمہ تک جاری رہے گی۔

لہٰذا اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر اہل مغرب اور وہاں کے اشقیاء کی طرف سے حضور پُرنور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر کیچڑ اچھالنے کی نامراد کوشش کی جارہی ہو، پیکرِ اخلاق اور مظہرِ رحمت کی صورت کو بگاڑ کر پیش کیا جارہا ہو تو یہ ان نامعلوم النسب بدبختوں کی طرف سے کوئی بعید نہیں۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کا ذمہ رب کائنات نے لیا ہے اور اعلان فرمایا ہے کہ آپ کے ساتھ بغض رکھنے والا ہی بے نام و نشان ہوگا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہیں:

"وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ"

(المائدہ:۶۷)

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائیں گے۔"

"اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَھْزِئِیْنَ"

(الحجر:۹۵)

ترجمہ: "بلاشبہ ہم آپ کو استہزاء کرنے والوں سے بچانے والے ہیں۔"

"اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ۔"

(الکوثر:۳)

ترجمہ: "یعنی آپ کے ساتھ بغض رکھنے والا ہی دُم بریدہ اور بے نام و نشان ہوگا۔"

یہ حاقدین ایڑی چوٹی کا زور لگالیں اور اپنے اندر کے گند کو جس طرح چاہیں نکال نکال کر اچھالیں تاہم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعتِ شان کا ڈنکا بجتا ہی رہیگا، ارشاد خداوندی ہے:

"وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ۔" (الانشراح:۴)

ترجمہ: "ہم نے آپ کے واسطے آپ کے ذکر کو بلند کردیا۔"

امام مجاہد رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں: "لا اذکر الا ذکرت معی" "یعنی جب بھی میرا ذکر کیا جائے گا آپ کا ذکر بھی میرے ساتھ ہوگا،

چنانچہ اذان میں جہاں موذن اللہ کی وحدانیت و الوہیت کی شہادت "اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ" کہہ کر دیتا ہے وہیں "اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ" کہہ کر آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہے اور اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتا ہے، اور یہ اذان کے کلمات جو اللہ کی بڑائی کے اعلان کے ساتھ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعتِ شان کا مظہر بھی ہیں، چوبیس گھنٹوں میں کوئی ساعت ایسی نہیں جس میں دنیا کے کسی نہ کسی خطے میں ان کی گونج بلند نہ ہوتی ہو۔

شاہ یمن ابرہہ نے مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی اور مکہ والوں کے اونٹوں پر قبضہ کرلیا، عبدالمطلب نے اس سے اپنے اونٹوں کے چھڑانے کی بات کی تو اسے بہت تعجب ہوا، کہنے لگا کہ تم عجیب سردار ہو! میں تمہارے معبد اور مقدس ترین مقام کو ڈھانے آیا ہوں اور تم ہو کہ اس کا ذکر تک نہیں کرتے، فکر ہے تو صرف اپنے اونٹوں کی؟ عبدالمطلب نے پُریقین لہجے میں جواب دیا کہ اونٹوں کا مالک میں ہوں، اس لئے میں اونٹوں کی بات کررہا ہوں، جبکہ بیت اللہ کا محافظ اس گھر کا مالک ہے "وان للبیت ربا یحمیہ" "اس بیت کا ایک رب موجود ہے، اس کی حفاظت خود کرے گا۔

عبدالمطلب کے پُرعزم اور پُریقین لہجہ نے اثر دکھایا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی حفاظت کا انتظام کردیا اور اس کی طرف بڑھنے والے بدبختوں کو نشانِ عبرت بنادیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان کے رکھوالے تو خود اللہ جل شانہ ہیں، آپ کی عظمت کو گھٹانے والا کون ہوسکتا ہے؟ آج تک تاریخ شاہد ہے کہ جس کسی نے آپ کی عظمتِ شان پر انگلی اٹھانے کی کوشش کی ہے وہ عبرت کا نشان بن کر رہا ہے۔

اہل یورپ اور صلیب کے پجاری، یہود و ہنود، دراصل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور آپ کی

شان میں گستاخی نہیں کر رہے ہیں، بلکہ ساٹھ کے قریب مسلم ممالک کے سوا ارب سے زیادہ مسلمانوں کے ایمان کا امتحان لے رہے ہیں، آہ! آہ! "ردۃ و لا ابابکر لھا" آج "ارتداد" کا بازار گرم ہو رہا ہے لیکن ہم میں کوئی ابوبکر نہیں جو اہلِ ارتداد کی سرکوبی کر سکے، آج کوئی یوسف بن تاشفین نہیں جو صلیبیوں کو راہِ راست پر لا سکے، آج کوئی ہم میں صلاح الدین ایوبی نہیں جو امت کی شیرازہ بندی کر کے مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کو واپس لا کر غیر مسلموں کو اسلام کی آفاقی رحم دلی کا سبق دے سکے۔

قارئین گرامی! ہمارا پختہ یقین ہے اور اس بات میں ذرہ برابر شک نہیں کہ یورپ کے ان دریدہ دہنوں کی سرکوبی اور ان کو نشانِ عبرت بنانے کے لئے اللہ جل شانہ نے انتظام ضرور کرلیا ہے اور ان کا عبرت ناک انجام انشاء اللہ جلد از جلد پوری دنیا کے سامنے آجائے گا۔

لیکن ایسے ناپاک واقعات کی ان نسلی پلیدوں کو جرأت کیسے ہو رہی ہے؟ اور اس میں ہمارا کردار کیا ہونا چاہئے؟

اس بات میں دو رائے نہیں ہو سکتی کہ ان حرامی النسل یورپین کو اچھی طرح اندازہ ہو گیا ہے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ امتی کہلانے والے حقیقتاً امتی ہی نہیں ہیں، کیونکہ ایک عرصہ دراز سے کافروں کی طرف سے جو مسلمانوں پر مسلسل یلغار ہے، اس کے نتیجہ میں ان کی شناخت ختم ہو کے رہ گئی ہے، اب یہ جھاگ کی مانند ہیں، ان میں کسی قسم کی قوت رہی نہیں۔ مادی طاقت تو اس طرح سلب کر لی کہ اہل یورپ اور کفار نے ٹیکنالوجی کی دنیا میں اپنا ہولڈ قائم کیا، مہلک ترین اسلحہ کی ایجاد کی اور ان کے بے تحاشا ذخائر جمع کر لئے، جبکہ مسلمان نوجوانوں کے ہاتھوں میں کرکٹ کا بلا اور ہاکی کے ڈنڈے تھما دیئے۔

روحانی اعتبار سے ان مسلمان نوجوانوں کے دلوں کے اندر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو کھرچنے کے لئے ان کو رقص و سرود، موسیقی کے آلات اور عیش و طرب کا رسیا کر دیا، اس سلسلہ میں جس قدر شیطانی حربے، شراب و شباب کی صورت میں ممکن تھے وہ سارے آزمائے گئے اور مسلسل آزمائے جا رہے ہیں، نتیجہ یہ کہ مسلمان نوجوان اپنے رب کی معرفت سے بھی ناآشنا ہو گیا، چہ جائیکہ محمد عربی روحی فداہ کی عظمت کا محافظ ہوتا۔

یہی مسلمان ہے جو دعویٰ کی حد تک اپنے نبی پر جان تک دینے کے لئے تیار ہے، تاہم نبی کی شکل و صورت اسے گوارا نہیں، یہی وجہ ہے کہ داڑھی منڈانے اور کترانے کی بدترین عادت جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر آرے چلانے کے مترادف ہے، اس پر اس طرح کاربند ہوتا ہے کہ مرتے دم تک جان نہیں چھوٹتی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "اعفوا اللحی واحفوا الشوارب" (سنن النسائی، کتاب الزینۃ، باب احفاء الشارب)... داڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو منڈاؤ... لیکن مسلمان نوجوان، جوان اور بوڑھے، عالمِ نزع تک شیو کی عادت نہیں چھوڑتے۔

اسی طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر واشگاف الفاظ میں فرمایا ہے: "ما اسفل من الکعبین من الازار ففی النار" (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب ما اسفل من الکعبین فہو فی النار)... ٹخنوں سے نیچے ازار کا جو حصہ لٹکے گا ٹخنوں کا وہ حصہ جہنم میں جائے گا...

نیز فرمایا: "جس شخص نے بھی بڑائی اور تکبر کے ساتھ اپنے کپڑوں کو لٹکایا ہوگا، اللہ تعالیٰ نظرِ رحمت سے ایسے شخص کو نہیں دیکھیں گے۔ (صحیح بخاری)

ذرا اپنا اور اپنے اردگرد کا جائزہ لے کر دیکھئے کہ ہم کس قدر تضاد سے پُر ماحول میں رہتے ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تعصی الالٰہ وانت تظہر حبہ
ہذا محال فی القیاس بدیع
لو کان حبک صادقاً لاطعتہ
ان المحب لمن یحب مطیع

یعنی ایک طرف اظہارِ محبت بھی ہے، دوسری طرف اللہ کی نافرمانی بھی، یہ کیا عجیب کہانی ہے!! اگر تمہاری محبت سچی ہوتی تو اس کی اطاعت ضرور کرتے، کیونکہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کا فرمانبردار ضرور ہوتا ہے۔

اللہ جل شانہ نے یہ اعلان فرمادیا:

"یا ایہا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکفرین یجاہدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم۔"
(المائدہ:۵۴)

"اے ایمان والو! تم میں سے جو بھی اپنے دین سے پھرے گا تو اللہ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پیدا کر دیں گے جن سے وہ محبت کریں گے، اور وہ اللہ سے محبت کریں گے، اہل ایمان کے سامنے متواضع اور ان کے حق میں نرم ہوں گے، جبکہ کافروں کے حق میں بڑے سخت ہوں گے، وہ اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے، ان کو کسی ملامت گر کی ملامت کی کوئی پرواہ نہیں ہوگی۔"

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"وان تتولوا یستبدل قوماً غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم۔" (محمد:۳۸)

"اگر تم روگردانی کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہارے بجائے دوسری قوم پیدا کردے گا، وہ تمہاری طرح نہیں ہوگی۔"

اللہ تعالیٰ مستغنی ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے، یہ دین محفوظ رہے گا، دین کی حفاظت کے لئے ہماری ضرورت اللہ تعالیٰ کو نہیں ہے، البتہ ہمارا اپنی حفاظت کے لئے اور اپنی سعادت کے لئے دین کے ساتھ وابستہ رہنا اور دین کی نصرت کے لئے کمربستہ رہنا ضروری ہے، شیطان اور نفس کے حملوں سے بچ کر اپنے آپ کو دین کے دائرہ کے اندر رکھنا لازمی ہے۔

اس سلسلہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر طبقہ، ہر جماعت اور ہر شخص اپنے اپنے دائرہ اختیار میں اپنی اپنی بساط کی حد تک کوشش کرے۔

۱:...... مسلم ممالک کے حکمرانوں کو چاہئے کہ فوراً بلا تامل بغیر کسی ادنیٰ پس وپیش کے ان گستاخ ممالک سے سفارتی تعلقات مکمل طور پر منقطع کرلیں، یہ دینی وملی فریضہ ہونے کے ساتھ ساتھ غیرت کا بھی تقاضا ہے۔

۲:...... غیر مسلم ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کی ذمہ داری اس مرحلہ میں بہت نازک بھی ہوجاتی ہے اور بڑھ بھی جاتی ہے، ان کی ذمہ لازم ہے کہ وہاں حتی المقدور کوشش صرف کرکے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور کردار کو اجاگر کریں، اس سلسلہ میں کسی قسم کا مرعوبانہ موقف اختیار نہ کیا جائے۔

۳:...... غیر مسلموں، صلیبیوں، یہودیوں اور ہندوؤں کو اس قسم کی گستاخی کی ہمت اس لئے بھی ہوتی ہے کہ مسلمانوں کے اندر ایک طبقہ "رواداری" "چشم پوشی اور مصلحت اندیشی" کی آڑ میں بے غیرتی کا مظاہرہ کرتا ہے اور اہل مغرب کی ہر گستاخی اور اہانت آمیز رویہ کی کوئی نہ کوئی توجیہ کرنے کی کوشش کرتا ہے، کم از کم اس بات پر زور دیتا ہے کہ ایسی گستاخانہ کارروائیوں پر کسی ردعمل کی ضرورت نہیں، بات چیت اور مذاکرات کے ذریعہ مسائل کو حل کیا جائے، یہ اور اس قسم کے خوشنما عنوانات کے تحت دوغلی پالیسی اپناتے ہیں، ایسوں کو.... اگر وہ مسلمان ہیں تو.... یقین رکھنا چاہئے کہ یہ کفار جو کچھ ظاہر کررہے ہیں، ان کے دل میں اس سے کہیں زیادہ بغض ہے، اس لئے مذاکرات اور کانفرنسوں کے ذریعہ ان کا سدباب ممکن نہیں، اس کا سدباب تو ایسے کرداروں کو نشان عبرت بنا کر ہی ممکن ہے، نیز آپ کی سیرت پر خود بھی عمل کرکے اور دوسروں کو ہدایت پر لاکر ہی ہوسکتا ہے۔

☆☆............☆☆

ICEBERG (Water Chiller)

☆ پینے کا پانی ٹھنڈا کرنے کے ساتھ ساتھ بجلی کی بھی بچت کرتا ہے، ☆ خوبصورت ڈیزائن، ☆ باڈی مکمل کوٹڈ ہونے کی وجہ سے زنگ سے محفوظ، ☆ واٹر ٹینک اسٹین لیس اسٹیل، ☆ جدید ترین ٹیکنالوجی کو سامنے رکھ کر مکمل کیلکولیٹڈ بنایا گیا ہے، جس کی وجہ سے یہ صرف چند منٹوں میں آپ کو ٹھنڈا پانی دینا شروع کردیتا ہے۔

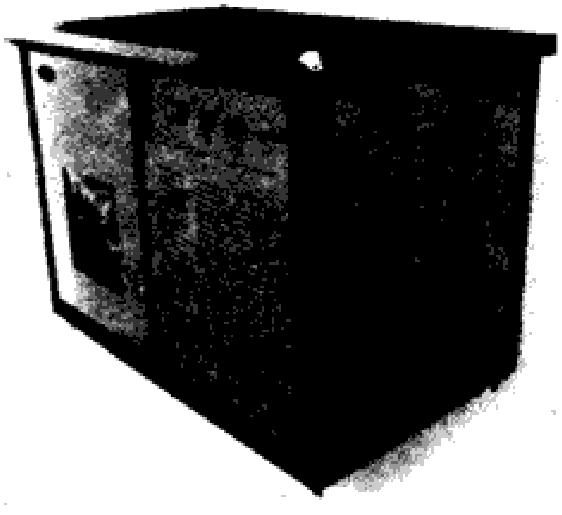

فلاحی اداروں اور سپلائرز کے لئے خصوصی ڈسکاؤنٹ

تین مختلف خوبصورت ڈیزائن اور کیپیسٹی میں دستیاب ہیں

رابطہ سیل: 0333-2126720
E-mail:monir@super.net.pk

اب بھی نہ جاگے تو...

جناب ابوفراز

آج کل دنیا میں توہین شعائر اللہ اور گستاخی رسول کا تذکرہ عام ہے، مسلمانوں میں بعض اسے کفار کا ذہنی جنون اور اخلاقی دیوالیہ پن کا شاخسانہ قرار دیتے ہیں اور بعض اسے حسد وجلن، بغض وعناد کی انتہا، جو لوگ اسے ذہنی جنون اور اخلاقی دیوالیہ پن قرار دیتے ہیں، ان کے دلائل ہیں کہ جن ممالک میں بچوں کی ایک بڑی تعداد اپنے باپ کا نام نہ جانتی ہو، جہاں عورت کی آزادی کے نام پر اسے ٹوائلٹ پیپر کی طرح استعمال کیا جاتا ہو، جہاں بوڑھے ماں باپ کو زندگی کے بقیہ دن پورے کرنے کے لئے "اولڈ ہاؤسز" میں داخل کردیا جاتا ہو اور وہاں وہ اپنے بچوں کی مہینوں شکل نہ دیکھتے ہوں، جہاں جوان بیٹا اپنی ماں سے اور جوان بیٹی اپنے باپ سے زیادہ اپنی گرل فرینڈ اور بوائے فرینڈ سے محبت کرتے ہوں، جہاں دولت اور طاقت کے بل پر صدارت اور وزارت خریدی جاسکتی ہو، جہاں ڈکیتی، چوری اور زنا عام ہو، جہاں شراب اور منشیات کی کھپت دنیا کے دوسرے خطوں سے زیادہ ہو، جہاں عبادت خانوں (چرچ) میں زنا اور ہم جنس پرستی مذہبی پیشواؤں کی سرپرستی میں ہوتے ہوں، یہاں تک کہ ان کے اپنے نبی پر (نعوذ باللہ) اوچھے اور رکیک بہتان باندھنے والوں کے خلاف لکھنے اور بولنے کی قانونی پابندی ہو، ایسے مادر پدر آزاد معاشرے میں توہین شعائر اللہ اور گستاخی رسول کی کیا اہمیت ہوسکتی ہے؟

اور جو لوگ اسے حسد وجلن، بغض وعناد کی انتہا قرار دیتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ ایسے جانوروں والے ماحول کے پروردہ لوگوں کو جب اسلامی تعلیمات کے مطالعہ کا موقع ملتا ہے یا ان کے اسلامی اسکالرز سے بات چیت ہوتی ہے تو انہیں اسلام میں عورت کا مقام، اس کی عزت وحرمت، بچوں پر شفقت، خاندانی وقار، مثالی بھائی چارہ اور رواداری، ماں باپ کی قدرومنزلت، معاشی اور معاشرتی اعلیٰ نظام، غرض اس میں زندگی کے ہر پہلو پر بے مثال احکامات کے ساتھ اور اس کے آخری رسول کی حرمت پر کٹ مرنے کے جذبہ کا علم ہوتا ہے تو یہ انہیں سہانے خواب لگتے ہیں، پھر ان میں بھی دو طبقہ پیدا ہوجاتے ہیں، ایک کو اللہ تعالیٰ ہدایت سے نواز دیتا ہے، وہ تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت کے مطابق حق کو قبول کرکے دین اسلام میں داخل ہوجاتے ہیں، دوسرا ابوجہل، ابولہب، امیہ بن خلف اور عتبہ بن ربیعہ جیسے لوگوں کا طبقہ بنتا ہے جو اس دین کو حق اور سچ سمجھنے کے باوجود اپنے کبر کی وجہ سے بغض وعناد کی آگ میں جل بھن جاتے ہیں اور اس کا انکار کرکے ظلمات کی انتہائی پستی میں جا گرتے ہیں، ایسے لوگوں سے توہین شعائر اللہ اور گستاخی رسول جیسے قابل گردن زدنی افعال کا سرزد ہونا کوئی اچنبھے کی بات نہیں، پھر یہ کہ مغربی دنیا میں اسلام جس تیزی سے پھیل رہا ہے وہ اس طبقہ کے لئے جلتی پر تیل کا کام کررہا ہے۔

یہ دونوں وجوہات کسی نہ کسی درجہ میں صحیح ہیں، مگر راقم کے نزدیک بات اس سے بھی آگے کی ہے، صلیبی جنگوں میں ذلت آمیز شکست اٹھانے کے بعد دشمن نے مسلمانوں کو تباہ وبرباد کرنے کے لئے جو مختصر اور طویل مدتی پلان بنائے یہ فتنہ بھی اسی کا تسلسل ہے، ہماری سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ خلافت کے زوال سے لے کر آج تک ہم نے اپنے علماء کرام اور اکابرین کے کہنے پر عمل درآمد کرنا تو درکنار ان کی رائے پر اپنی رائے قائم کرنے کا وطیرہ اپنا رکھا ہے اور نتیجہ میں کافی گہرے زخم کھاچکے ہیں، خلافت کے خلاف فتنہ میں اپنے اکابرین کی باتوں کو اہمیت نہ دی تو خلافت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی، امت زبان، رنگ و نسل اور جغرافیائی بنیادوں پر تقسیم ہوگئی، پھر انیسویں صدی عیسوی میں علماء کرام کی باتوں پر کان نہ دھرے تو مسلمانوں کے تیرہ صدیوں پر محیط شاندار اسلامی تعلیمی نظام کے دو ٹکڑے ہوگئے اور اس کے ساتھ ہی ہماری نسل بھی دو طبقات میں بٹ گئی اور اب دشمن اپنی پلان کے مطابق انہیں آپس میں لڑانے کی بھرپور سازشوں میں مصروف ہے۔

اسی صدی میں مسلمانوں کے خلاف سب سے بڑا فتنہ مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں کھڑا کیا گیا، موجودہ حالات اسی کا تسلسل ہیں، ملعون سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین اور اب اس ملعون ۷۲ سالہ بوڑھے کے گستاخانہ خاکوں تک پورا عالم کفر اپنے بھرپور مالی وسائل کے ساتھ اپنے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں ایک ہے، سوچیں! ملعون رشدی اور تسلیمہ اور اس نسل کے اور لوگوں کی سیکیورٹی پر کفار جو لاکھوں ڈالر خرچ کررہا ہے کیا وہ یہ بے فائدہ کررہا ہے؟ دشمن کے اتحاد کا یہ حال ہے کہ جب اس ملعون اخبار جس نے پہلی بار یہ کارٹون شائع کیا تھا اس پر مسلمانوں کا ردعمل سامنے آیا تو کچھ دوسرے اخباروں نے اس اخبار پر پڑنے والے دباؤ کو بانٹنے کے لئے وہ خاکہ دوبارہ شائع کردیا، پھر جب عالم

اسلام کے کچھ عرب ممالک نے ردعمل کے طور پر اس ملک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا تو فوراً دوسرے دشمن ممالک نے اس ملک کی اشیاء کی اپنے ملک درآمد میں اضافہ کردیا تاکہ ان کے مالی دباؤ کو بانٹا جاسکے، یہ تو ہے کفریہ طاقتوں کا اتحاد۔

دوسری طرف ہماری بے حسی کا یہ حال ہے کہ اپنے اکابرین کے مسلسل کہنے کے باوجود صرف اپنے نفس کی تسکین کی خاطر ان ممالک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے پر تیار نہیں، جگہ جگہ ان ممالک کی مصنوعات گویا ہمارا منہ چڑا رہی ہیں، ذرا سوچئے!! اگر ہم ایک کمپنی کی جگہ دوسری کمپنی کا مکھن استعمال کرلیں گے، ایک کمپنی کے صابن کی جگہ دوسری کمپنی کا صابن استعمال کرلیں گے، ایک کمپنی کی چائے کی جگہ دوسری کمپنی کی چائے استعمال کرلیں گے، ایک کمپنی کے مشروبات کی جگہ دوسری کمپنی کے مشروبات استعمال کرلیں گے، ایک کمپنی کے بسکٹ کی جگہ دوسری کمپنی کے بسکٹ کھالیں گے، ایک کمپنی کی آئس کریم کی جگہ دوسری کمپنی کی آئس کریم کھالیں گے، تو کیا ہم مر جائیں گے؟ ایک کمپنی کے بلب اور ٹیوب لائٹ کی جگہ دوسری کمپنی کے بلب اور ٹیوب لائٹ استعمال کریں گے تو کیا ہمارا گھر اندھیروں میں ڈوب جائے گا؟ ایک کمپنی کے گیس اسٹیشن کی جگہ دوسری کمپنی کے گیس اسٹیشن سے گاڑی میں گیس پیٹرول ڈلوالیں گے تو کیا ہماری گاڑی خراب ہوجائے گی؟ نہیں ایسا کچھ نہیں ہوگا، یہ بس ہماری بے حسی بلکہ بے غیرتی کا منہ بولتا ثبوت ہے، ذرا سوچیں! ہمارے محلہ کا دکاندار ہمارے والد صاحب سے گستاخی کرے تو کیا ہم اس دکاندار سے پھر کبھی سودا خریدنے کے روادار ہوں گے؟ یہ معاملہ تو ہمارے نبی پاک کی ذات اقدس کا ہے، جن پر ہمارے ماں باپ آل اولاد، بھائی بہن، مال و دولت سب قربان۔

اسلام کی حقانیت

اکبری دور کے راجہ مان سنگھ کے دربار میں سیّد اور برہمن دونوں جمع رہتے تھے۔ ایک روز ان کے درمیان اسلام اور ہندومت پر مناظرہ ہوا، مناظرہ کے بعد فیصلہ کا وقت آیا تو راجہ نے کہا کہ اگر میں اسلام کو ترجیح دوں تو لوگ کہیں گے کہ بادشاہ وقت کی خوشامد میں ترجیح دے دی اور اگر ہندومت کو ترجیح دے دوں تو جانبداری کا الزام آئے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہندوؤں کا کوئی کتنا ہی بڑا صاحب کمال ہو، جب وہ مر جاتا ہے تو جلادیا جاتا ہے اور اس کی قبر پر آسیب کا خطرہ رہتا ہے، اور لوگ اس کی قبر پر جانے سے ڈرتے ہیں، جبکہ اسلام میں جب کوئی مسلمان مرجاتا ہے تو اس کو نہلا کر کفن دے کر باعزت طریقے سے دفنا دیا جاتا ہے اور اس کی قبر پر کسی قسم کے آسیب کا خطرہ نہیں ہوتا اور لوگ اس کی قبر پر بھی جاتے رہتے ہیں۔

(مرسلہ: ابومحمد ہارون، کراچی)

ایک حدیث پاک کا مفہوم بھی یوں ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اپنے ماں باپ اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہیں ہوجاتا۔

یاد رکھئے ان ممالک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے سے ہمارا کوئی نقصان نہیں ہوگا، مگر جب امت کے حالات ہمارے نبی کو پہنچائے جائیں گے تو ان کو کتنی خوشی ہوگی کہ ابھی میری امت میں مجھ سے محبت کرنے والے موجود ہیں اور یہ جو دو ٹکے کے منافع کی لالچ میں مسلمان تاجر، ان ممالک کی مصنوعات درآمد کرتے ہیں اور جو انہیں فروخت کرتے ہیں وہ بھی ذرا غور کرلیں کہ کل حشر کے دن ہمارے نبی نے ان سے سوال کرلیا کہ کیا میری عزت اور آبرو تمہارے اس دو ٹکے کے منافع سے بھی کم تھی؟ تو اس کا ان کے پاس کیا جواب ہوگا؟

یاد رہے کہ یہ کام صرف ختم نبوت والوں کا نہیں، جیسا کہ اکثر لوگ سمجھتے ہیں بلکہ یہ کام ہر اس آدمی کا ہے جو ختم نبوت پر یقین رکھتا ہے، یہ کام صرف ہمارے علماء کرام اور اکابرین کے کرنے کا نہیں ہے بلکہ ہر کلمہ گو کا ہے کہ اپنے محبوب نبی کی حرمت کی حفاظت میں اپنا تن من دھن سب قربان کرنے کے لئے تیار ہوجائے اور اس کے لئے اپنے اکابرین کے اشارہ کا منتظر رہے۔ مساجد، مدارس سے ہوتا ہوا یہ عفریت اب اللہ اور اس کے آخری رسول کی حرمت تک آپہنچا ہے اور ہم اب بھی سوئے ہوئے ہیں؟ یہ جو کفار کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا خدا کہاں ہے جو مسلمانوں کی مدد کو نہیں آرہا، ان کو جواب دیں کہ مسلمانوں کا خدا اپنی پوری قدرت اور کامل صفات کے ساتھ وہیں ہے جہاں ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، ہمیں نہیں معلوم کہ ہم کہاں ہیں، اب بھی نہ جاگے تو پھر کب جاگو گے؟ اے مسلمانو!!

☆☆.............☆☆

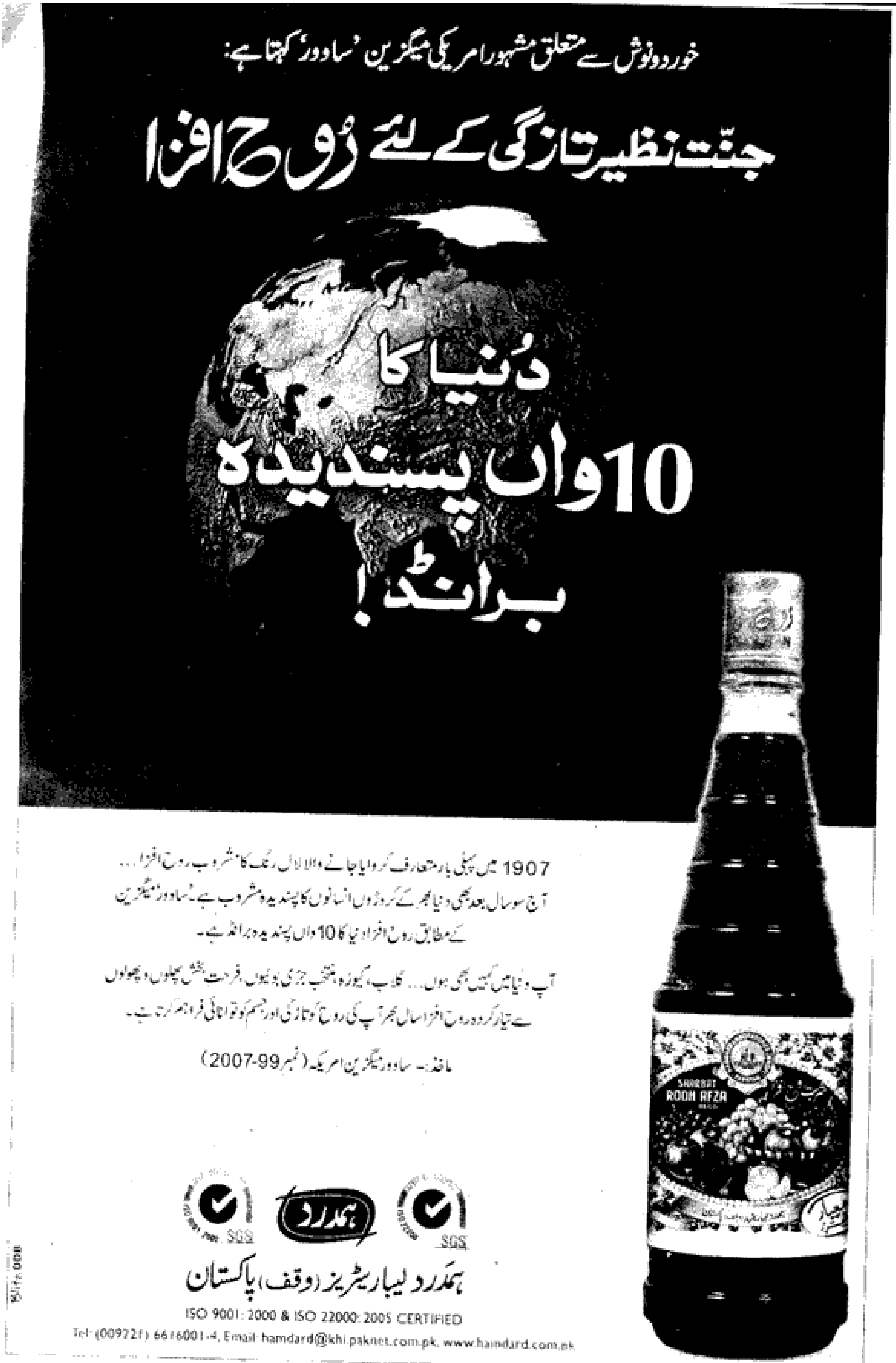
خورد ونوش سے متعلق مشہور امریکی میگزین 'ساوورز' کہتا ہے:
جنّت نظیر تازگی کے لئے رُوح افزا
دُنیا کا
10واں پسندیدہ
برانڈ!
1907 میں پہلی بار متعارف کروایا جانے والا لال رنگ کا مشروب روح افزا...
آج سو سال بعد بھی دنیا بھر کے کروڑوں انسانوں کا پسندیدہ مشروب ہے۔ ساوورز میگزین
کے مطابق روح افزا دنیا کا 10واں پسندیدہ برانڈ ہے۔
آپ دنیا میں کہیں بھی ہوں... گلاب، کیوڑہ، منتخب جڑی بوٹیوں، فرحت بخش پھلوں و پھولوں
سے تیار کردہ روح افزا سال بھر آپ کی روح کو تازگی اور جسم کو توانائی فراہم کرتا ہے۔
ماخذ۔ ساوورز میگزین امریکہ (نمبر 99-2007)
SHARBAT
ROOH AFZA
SGS
ہمدرد
SGS
ہمدرد لیباریٹریز (وقف) پاکستان
ISO 9001: 2000 & ISO 22000: 2005 CERTIFIED
Tel (009221) 6616001-4, Email hamdard@khi.paknet.com.pk, www.hamdard.com.pk

مولانا محمد علی صدیقی، میرپور خاص

کیا قادیانیوں کو کھلی چھٹی دے دی گئی؟

قادیانیوں کی شرارتوں میں اچانک اضافہ ہوگیا ہے، یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان کو حکومت نے کھلی چھٹی دے دی ہے۔

راقم کے سامنے اس ایک ہی ماہ میں تقریباً پانچ واقعات ملک کے مختلف حصوں میں قادیانیوں کی طرف سے ایسے سامنے آئے کہ جب ان پر حکام بالا سے شکایت کی گئی کہ قادیانیوں کو آئین کا پابند کریں تو حکام کی جانب سے سردمہری کا مظاہرہ کیا گیا۔

ان واقعات میں اندرون سندھ دو جگہ قادیانیوں نے مسلمانوں کے علاقہ میں اپنی عبادت گاہ بنانے کی کوشش کی، کچھ مسجد کی طرز پر اور کچھ میٹنگ ہال کے نام سے اور تیسری جگہ بھی اندرون سندھ ہی کی ہے کہ ایک جامع مسجد کے خطیب کے سامنے قادیانی نے آئین پاکستان کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شعائر اسلام کا استعمال کیا، چوتھی جگہ چناب نگر (سابقہ ربوہ) کو ایک بار پھر قادیانی اسٹیٹ بنانے کے خواب دیکھے جانے لگے۔

پانچواں واقعہ بھی پنجاب کے ایک شہر بھکر کا ہے، جس میں ایک انتہائی متعصب قادیانی کو ڈی پی او لگانے کی کارروائی مکمل ہونے والی تھی۔

اب میں ان پانچوں واقعات کی تفصیل عرض کرتا ہوں اور حکومت سے اپیل کرتا ہوں کہ قادیانیوں کو آئین کا پابند بنانا حکومت کا کام ہے، کیونکہ قادیانی جب بھی کوئی شرارت کرتے ہیں تو اس سے پاکستان کی عوام مشتعل ہوتی ہے۔

سب سے پہلے ابھی وزیر اعظم جناب مخدوم یوسف رضا گیلانی نے حلف اٹھاتے ہوئے ایک ہفتہ نہیں ہوا تھا کہ اندرون سندھ قادیانیوں نے کنری ضلع عمرکوٹ کی ایک کالونی میں جہاں اکثریت مسلمانوں کی ہے، قادیانیوں نے اپنی عبادت گاہ تعمیر کرنے کی جسارت کی، جس پر شدید عوامی ردعمل ہوا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنری کے راہنماؤں اور حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی اولاد میں سے پیر محمد ایوب جان سرہندی صاحب نے اس مسئلہ کو سنبھالا اور مجلس تحفظ ختم نبوت نے آئینی راستہ اختیار کیا تب جاکر حالات سازگار ہوئے، اور اسی طرح ضلع عمرکوٹ کے مضافات میں ایک جگہ نبی سر ہے، وہاں پر قادیانیوں نے دو سال قبل اپنی عبادت گاہ بنانا چاہی تھی، جس کو مقامی انتظامیہ نے روک دیا تھا، لیکن اچانک قادیانیوں نے اس عبادت گاہ کو بنانے کا پروگرام ترتیب دیا اور تعمیراتی سامان رات کی تاریکی میں اتارا، اس جگہ کے قریب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک کارکن محمد انور کی دکان تھی جو رات کو اپنی دکان بند کر کے گئے تو تعمیر کا سامان نہیں تھا اور جب صبح اپنی دکان پر آئے تو قادیانی عبادت گاہ کی تعمیر کا سامان موجود تھا، جو راتوں رات اتارا گیا اور احسان اللہ قادیانی کی نگرانی میں کام ترتیب دیا جارہا تھا، محمد انور نے راقم الحروف کو بھی اطلاع دی اور کنری کے جماعتی احباب کو بھی آگاہ کیا جب ہماری طرف سے آئینی کام شروع ہوا تو قادیانیوں نے علاقہ کے وڈیروں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کی کہ ہم بھی اس ملک کے باشندے ہیں اور یہ چند شرپسند لوگ ہم سے جینے کا حق بھی چھیننا چاہتے ہیں، جب ان حضرات کو اصل حقیقت کا علم ہوا تو ان حضرات نے بھی معذرت کرلی، قادیانیت ایک بار پھر ناکام ہوئی اور انتظامیہ نے قادیانیوں کو عبادت گاہ بنانے سے روک دیا۔

تیسرا واقعہ یہ بھی اندرون سندھ ضلع عمرکوٹ کے ایک شہر چھورو میں پیش آیا کہ ایک قادیانی نے چھورو جامع مسجد کے امام وخطیب کو سلام کیا اور جب امام صاحب نے اس کو کہا کہ آپ قادیانی ہیں اور سلام نہیں کرسکتے تو آگے سے امام صاحب کے ساتھ بدتمیزی بھی کی، امام صاحب نے انتظامیہ کو کہا کہ اس نے آئین کی دفعہ ۲۹۸-سی اور ۲۹۵-اے کی خلاف ورزی کی ہے اور اس کی سزا مجموعی طور پر ۱۳ سال ہے، انتظامیہ اس قادیانی کے خلاف کیس درج کرنے سے ٹال مٹول کررہی ہے، حالانکہ آئین کی دفعہ ۲۹۸-سی کے تحت کوئی قادیانی شعائر اسلام استعمال نہیں کرسکتا اور ''السلام علیکم'' شعائر اسلام ہے، اس کو صرف مسلمان، مسلمان کے لئے استعمال کرسکتا ہے، کوئی غیر مسلم اسلامی شعائر استعمال نہیں کرسکتا، چہ جائے کہ کوئی قادیانی جو جھوٹے مدعی نبوت کا ماننے والا ہے، یہاں قادیانی نے شعائر اسلام بھی استعمال کیا اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات بھی مجروح کئے، جو آئین کی دفعہ ۲۹۵-اے کی خلاف ورزی ہے، جس کی سزا دس سال ہے اور یہ کیس انسداد دہشت گردی

کی عدالت کے تحت آتا ہے۔

چوتھا واقعہ چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں ۲۸/ مارچ کو پیش آیا کہ جہاں قادیانیوں نے سر عام مسلمانوں کو ہراساں کیا۔ ۲۸/ مارچ جمعۃ المبارک کو مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن چناب نگر کا سالانہ جلسہ تھا اور یہ جلسہ پہلی مرتبہ منعقد نہیں ہو رہا تھا بلکہ ۳۲ سال سے اس جگہ سالانہ جلسہ کا انعقاد ہوتا آرہا ہے، بلکہ جب سے چناب نگر کھلا شہر قرار دیا گیا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ریلوے اسٹیشن پر محمدیہ مسجد تعمیر ہوئی، اس وقت سے اس جگہ جلسہ ہوتا چلا آرہا ہے، لیکن نامعلوم اس دن قادیانی کون سی سازش لے کر کھڑے تھے کہ چناب نگر کے اقصیٰ چوک میں رکاوٹ کھڑی کردی، جلسہ میں شریک ہونے والے مسلمانوں کو زبردستی واپس کرنا شروع کیا جو نہیں جانا چاہتے تھے، ان کو ہراساں بھی کیا ان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا غلام مصطفیٰ بھی تھے جو عرصہ ۱۹ سال سے دفتر ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں رہ رہے ہیں اور مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ذمہ داری سرانجام دے رہے ہیں۔ مولانا موصوف نے جو تفصیل بتائی اس میں ایک بات بہت اہم تھی کہ روکنے والے تھے قادیانی، لیکن انہوں نے پولیس کی وردی پہنی ہوئی تھی، اور یہ قادیانی پولیس میں ملازم بھی نہیں تھے، سوچنا یہ ہے کہ یہ پولیس کی وردی ان کے پاس کہاں سے آئی؟ جب انتظامیہ سے رابطہ کیا گیا تو اس نے رکاوٹ تو دور کردی لیکن پولیس کی وردی میں ملبوس قادیانیوں کے خلاف تاحال کوئی کارروائی عمل میں نہیں آئی۔

پانچواں واقعہ پنجاب کے شہر بھکر میں اس وقت پیش آیا جب وہاں کا ضلعی انتظامی آفیسر ڈی پی او کا تبادلہ ہوگیا اور اس سیٹ پر ایک انتہائی متعصب قادیانی ابوبکر خدا بخش تھو کا نام سامنے آیا اور یہ آدمی ہے بھی بھکر کے ایک شہر دریا خان کے علاقہ کا اور اس نے مختلف پولیس آفیسران کو خود اطلاع دی کہ میں آپ کے ضلع میں ڈی پی او کی حیثیت سے آرہا ہوں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھکر کے امیر جناب ڈاکٹر دین محمد فریدی نے فوری طور پر تاجر برادری، وکلاء حضرات اور علماء کرام سے رابطے شروع کئے تمام حضرات نے یک زبان ہوکر اس آواز کی تائید کی کہ ہمارے شہر میں قادیانی ڈی پی او تعینات نہ کیا جائے الحمدللہ! عوام کے اس مطالبہ پر چوبیس گھنٹہ کے اندر اس قادیانی کی تقرری منسوخ ہوئی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی امیر نے ایک قانونی پوائنٹ اٹھایا کہ اس شخص کی ملازمت کے کاغذات بھکر ضلع کے ہیں، اس لئے یہ یہاں اس پوسٹ پر نہیں آسکتا۔

واقعات تو بہت ہیں لیکن یہ چند عوامی حکومت کی توجہ کے لئے درج ہیں، اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا قادیانی شعائر اسلام استعمال کرکے آئین پامال کررہے ہیں یا حکومت نے ان کو کھلی چھٹی دی ہوئی ہے۔ یہ خود آئین کی پامالی کررہے ہیں یا حکومت کی طرف سے ڈھیل ہے، دونوں نقصان دہ باتیں ہیں کیونکہ کوئی بھی مسلمان قادیانیت کی اسلام دشمنی کو برداشت نہیں کرسکتا، اگر حکومت نے ڈھیل دی ہوئی ہے تو یہ حکومت کے لئے نقصان دہ ہے، اس لئے کہ ان کے ووٹر مسلمان ہیں، قادیانی نہیں اور قادیانیوں نے تو اس دفعہ بھی الیکشن کا بائیکاٹ کیا ہے اور اگر قادیانی اپنی من مانی کررہے ہیں، تو حکومت کو چاہئے کہ ان کو آئین کا پابند کرے اور ان کو آئین کی خلاف ورزی سے باز رکھے، کیونکہ قادیانیوں کے بارے میں جو ترامیم ہیں وہ آئین ۱۹۷۳ء کا حصہ ہیں اور اس آئین کو منظور کرنے والی جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی حکومت تھی اور اسی حکومت نے ۷/ ستمبر ۱۹۷۴ء کو نیشنل اسمبلی کے فیصلہ کے مطابق قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا، اس لئے قادیانی جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے مخالف ہیں اور اسی مخالفت کی بنا پر بھٹو کیس میں ایک گواہ مسعود نامی وعدہ معاف گواہ بنا تھا اور وہ قادیانی تھا۔ ہمارا حکومت سے مطالبہ ہے کہ قادیانیوں کو آئین کا پابند بنایا جائے اور جہاں جہاں قادیانیوں نے مسلمانوں کی دل آزاری کی ہے، اس کا سدباب کیا جائے۔

☆☆..........☆☆

عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس اکاڑہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چک نمبر ۱۹/ ا۔ ایل رینالہ خورد میں مورخہ ۲۰/ اپریل بعد نماز ظہر ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت مولانا محمد اسماعیل نے کی۔ ۲۱/ اپریل مطابق ۱۲/ ربیع الاول بعد نماز عشاء عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس جامعہ محی الاسلام اوکاڑہ میں منعقد ہوئی، جس کی صدارت مولانا سید امیر حسین گیلانی نائب امیر جمعیت علماء اسلام نے کی۔ کانفرنس میں مولانا قاری الیاس، مولانا قاری غلام محمد انور اور مولانا عبدالاحد نے شرکت فرمائی۔ کانفرنس کا آغاز مولانا قاری سعید احمد عثمانی کی تلاوت سے ہوا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ عبدالرزاق مجاہد نے ادا کئے۔ ملک کے مایہ ناز ثنا خواں مولانا یٰسین نائب اللہ مہر خانی، محمد شاہد عمران عارفی ساہیوال نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ کانفرنس میں ڈنمارک اور ہالینڈ کے گستاخوں کی طرف سے خاکے شائع کرنے پر بھرپور احتجاج کیا گیا۔ علماء کرام نے ڈنمارک اور ہالینڈ سے اقتصادی بائیکاٹ کی اپیل کی۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو فرمائی۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا ضیاء الدین آزاد ماموں کانجن اور مولانا ممتاز احمد کلیار کے بیانات ہوئے۔ کانفرنس کے انتظامات میں حافظ محمود الحسن، قاری محمد ابراہیم، قاری عبدالکریم، قاری عبدالشکور اور طلباء کرام پیش پیش رہے۔ ساہیوال وچیچہ وطنی سے مفتی عثمان اور قطر کے خطیب مولانا محمد اسماعیل اپنے رفقاء کے ہمراہ کانفرنس میں تشریف لائے۔

بزم اطفال

معاذؓ ومعوذؓ

دو کمسن مجاہد

پیارے بچو!

ہم سب مسلمان ہیں ہم سب کا عقیدہ ایک ہے، ہمارا خدا ایک، ہماری کتاب قرآن مجید ایک، ہمارا رسول سب سے آخری رسول، ہمارا قبلہ، خانہ کعبہ ہے اور یہ خانہ کعبہ اس مبارک شہر مکہ مکرمہ میں ہے، جہاں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور اسی شہر میں بڑے ہوئے اور یہیں پر آپ کو نبوت عطا کی گئی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کی تبلیغ شروع کی تو بچوں نے بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور حضرت علیؓ جو ابھی صرف دس سال کے تھے، اسلام لے آئے اور نہ صرف اسلام لائے بلکہ خود بھی دن رات دین اسلام کی تبلیغ واشاعت میں لگ گئے۔

پیارے بچو!

جب انسان کو کسی کام کی لگن ہوتی ہے تو وہ اس کے لئے ہر وقت محنت کرتا ہے اور اگر اس سلسلہ میں اس کو کبھی کوئی تکلیف بھی آئے تو وہ برداشت کرتا ہے، مثال کے طور پر اگر آپ قرآن شریف کے حافظ بننا چاہتے ہیں تو یہ حافظ بننا بہت بڑا کام ہے، اس لئے اس کام کے لئے آپ خوب محنت کریں گے اسی طرح پیارے بچو! اسلام کے شروع زمانہ میں ہر مسلمان بچہ کی لگن محنت اور جدوجہد صرف اور صرف اسلام کے لئے ہوا کرتی تھی اور اسی وجہ سے جب کبھی دین کی خاطر میدان جنگ میں جہاد بھی کرنا پڑتا تو ان بچوں کا جذبہ دیکھنے کے قابل ہوتا تھا۔

پیارے بچو!

جب کافروں نے مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کا ارادہ کیا تو اس کے نتیجہ میں جنگ بدر پیش آئی، اس جنگ میں دو بچوں نے بھی حصہ لیا جن کا نام معاذ اور معوذ تھا، ان دو بچوں نے بڑی بہادری اور جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کافروں کے سردار ابوجہل کو قتل کیا، انہوں نے جس طرح ابوجہل کو قتل کیا اس کی کہانی کچھ اس طرح ہے:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں میرے دائیں بائیں دو نوجوان بچے تھے، پہلے تو مجھے ان کو دیکھ کر یہ خیال ہوا کہ اگر میرے دائیں بائیں بڑی عمر کے لوگ ہوتے تو اچھا تھا یہ بچے کیا کر سکیں گے؟ اتنے میں ان میں سے ایک بچہ نے مجھ سے کہا:

پہلا بچہ: چچا جان آپ ابوجہل کو جانتے ہیں؟

عبدالرحمٰن بن عوفؓ: ہاں میں جانتا ہوں لیکن تمہیں ابوجہل سے کیا کام ہے؟

پہلا بچہ: مجھے معلوم ہوا کہ وہ ہمارے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہے مجھے اس کی یہ حرکت پسند نہیں ہے، خدا کی قسم اگر میں اس کو دیکھ لوں تو اس وقت تک اس سے جدا نہ ہوں گا کہ وہ مر جائے یا میں مر جاؤں۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کہتے ہیں کہ مجھے اس کے سوال و جواب پر تعجب ہوا اور پھر فوراً دوسرے بچہ نے بھی مجھ سے یہی سوالات کئے اتفاق سے اسی وقت ابوجہل مجھے دوڑتا ہوا نظر آیا:

عبدالرحمٰنؓ بن عوف: دیکھو وہ لمبے قد والا، فلاں شکل وصورت والا اور فلاں رنگ کے گھوڑے پر ابوجہل جا رہا ہے۔

یہ سننا تھا کہ دونوں ایک ہی رفتار سے دوڑتے ہوئے پلک جھپکتے میں ابوجہل کے پاس پہنچ گئے ایک نے گھوڑے پر تلوار سے وار کیا اور دوسرے نے ابوجہل پر حملہ کر دیا اور اس کو زمین پر گرا دیا۔

پیارے بچو!

دیکھا آپ نے دونوں بچوں نے کس قدر ہمت کا مظاہرہ کیا لیکن ان کی یہ جرأت، ہمت اور بہادری کسی کو دکھانے کے لئے یا کسی کو بلاوجہ تکلیف دینے کے لئے نہ تھی بلکہ ان کی یہ ہمت صرف اور صرف دین اسلام کے لئے تھی کہ وہ شخص جو کھلم کھلا ہمارے پیارے نبی کو گالیاں دے، ہمارے دین کا مذاق اڑائے اور پھر مسلمانوں سے جنگ کرنے بھی آئے تو جس شخص میں اتنا غرور اور تکبر تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو مدینہ منورہ کے دو بچوں کے ذریعہ سبق سکھایا۔

پیارے بچو!

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ دین کی خاطر ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہنا چاہئے، اس لئے کہ یہ دونوں بچے جب ابوجہل کو قتل کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے تو یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ یہ دونوں بچے شہید ہو جاتے لیکن ان دونوں بچوں نے اپنی موت کی پروا نہیں کی اور ایک بہت بڑے دشمن اسلام کو ختم کر دیا۔

پیارے بچو!

ہمیں بھی اسی طرح اپنے دین، اپنی تعلیم اپنے وطن اور ہر میدان میں اس قسم کی قربانیوں کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

☆☆..........☆☆

بقیہ: آپ کے مسائل

اگر وہ بیٹی ہے تو اس کی حسن پرورش، تعلیم وتربیت کرنے والے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ جنت میں اپنی معیت کے اعزاز کا مژدہ سنایا، اگر وہ ماں ہے تو اس کے قدموں میں جنت بتلائی گئی، اگر وہ بیوی ہے تو محبت سے اس کے منہ میں لقمہ دینے پر صدقہ کا ثواب بتلایا گیا اور فرمایا گیا: ”تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہو، اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہوں“ (ترمذی) اگر وہ بہن ہے تو بھائیوں کو اس کی تعلیم و تربیت اور خدمت کا مکلف بنایا گیا۔

غرض! عورت کو اسلام اور پیغمبر اسلام نے انسانی زندگی کی گاڑی کا دوسرا پہیہ فرمایا۔

خلاصہ یہ کہ اسلام نے خواتین کے تمام حقوق وفرائض کی نشاندہی فرمائی، مرد کو ذمہ دار بنایا کہ وہ اس کو اپنے نکاح میں لایا ہے تو اس کے تمام مصارف کا بوجھ اٹھائے، اس کی رہائش، خوراک، پوشاک اور ضروریات کی کفالت کرے، اگر اس کی دو بیویاں ہوں تو دونوں کے برابر حقوق بجالائے اور جس نے ان کے حقوق میں عدل و انصاف کے معاملہ میں کوتاہی کی تو کل قیامت کے دن اس کا نصف بدن مفلوج ہوگا، وغیرہ۔

لہٰذا جو لوگ خواتین کو لونڈی یا خادمہ سمجھتے ہیں یا ان کو اپنی مملوکہ باور کرتے ہیں وہ اسلام اور اسلامی تعلیمات سے جاہل اور جہالت قدیمہ کے علمبردار ہیں، ان کو مسلمان کہلانے سے شرم آنی چاہئے، ایسے لوگ اسلام اور مسلم معاشرہ کے چہرہ پر بدنما داغ ہیں۔

بے شک اسلام نے عورت کو اپنے شوہر کے جائز حقوق کی ادائیگی اور اس کی خدمت کا پابند بنایا ہے حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا کہ اگر اسلام میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو میں حکم دیتا کہ بیوی اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

مگر بایں ہمہ اسلام نے یہ بھی فرمایا کہ بیوی شوہر کے گھر کی ملکہ، اور اس کے بچوں کی ماں ہے، لہٰذا اس کی بھی عزت نفس ہے، اس لئے وہ صرف اس کی جائز خدمت کی مکلف ہے، مگر اس کے پورے گھرانے یا پورے خاندان حتیٰ کہ اس کے والدین کی خدمت تک کی مکلف نہیں ہے، والدین اور بہن بھائیوں کی خدمت شوہر کا فرض ہے، وہ اپنی بیوی کو اس پر مجبور نہیں کرسکتا، یہ دوسری بات ہے کہ بیوی بھی اپنے شوہر کے ماں باپ کو اپنے ماں باپ سمجھے اور ان کی خدمت کو اپنا اعزاز سمجھے، مگر یہ سب کچھ یکطرفہ نہیں ہوگا۔ اس لئے اگر کوئی شوہر اپنی بیوی سے اپنے ماں باپ کی خدمت کا طلب گار ہو تو اس کو معلوم ہونا چاہئے کہ گاڑی ایک پہیے سے نہیں چلتی، اس پر لازم ہے کہ وہ بھی بیوی کا دل جیتے، اور اس کے ماں باپ کو اپنا ماں باپ سمجھے اگر شوہر اس طرز عمل کا مظاہرہ کرے تو ناممکن ہے کہ اس کی بیوی اس کا ساتھ نہ دے، چنانچہ حدیث شریف میں بیوی کے والد کو داماد کا باپ فرمایا گیا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:

”تیرے تین باپ ہیں ایک وہ جس نے تجھے جنا، ایک وہ جس نے تجھے علم پڑھایا اور ایک وہ ہے جس نے تجھے اپنی بیٹی دی۔“

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی خالص ہندوانہ رسم کی تقلید ہے کہ بیوی ہی گھر کا سامان لائے یا اس پر جہیز لانے کا بوجھ ڈالا جائے۔ کیونکہ اسلام نے عورت کو ایسی کسی چیز کا مکلف نہیں بنایا، اس لئے کہ گھر اور گھر کی تمام ضروریات کا مہیا کرنا بلکہ بیوی سے نفع اٹھانے کے لئے حق مہر کی ادائیگی کا شوہر کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔

جو لوگ بیوی کے مال، اسباب اور جہیز پر نظر رکھتے ہیں ان کو شوہر یا مرد کہلانے سے شرم آنی چاہئے۔ ان کو اپنے آپ کو شوہر نہیں بیوی کہلانا چاہئے، کیونکہ مال واسباب لانا عورت کی نہیں مرد کی ذمہ داری ہے، لہٰذا کسی مرد کو روا نہیں کہ وہ اپنی بیوی کا مال خرچ کرے، بالفرض اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کا مال خرچ کرے تو وہ شوہر کے ذمہ قرض ہوگا اور اس کو ہر حال میں اس کی ادائیگی کرنا ہوگی، یہ دوسری بات ہے کہ بیوی اس کو معاف کردے یا اس کی اس کمزوری کو برداشت کرتے ہوئے اعلیٰ ظرفی اور ”مردانگی“ کا ثبوت دے۔

لہٰذا جو شوہر اپنے آپ کو فرعون سمجھتے ہوئے بیوی کی جائز بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے، وہ دور جدید میں ہوتے ہوئے جاہلیت قدیمہ کے علمبردار ہیں۔

بہر حال شریعت اسلام نے مرد وعورت کو یکساں انسانی حقوق سے نوازا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ خلقی وطبعی اعتبار سے فرائض وحقوق کا دائرہ کار ہر ایک کا مختلف ہے، مگر بہر حال وہ بھی اسی انسانی شرف واعزاز کی مستحق ہے، جس کا شوہر دعویدار ہے۔

اس لئے اگر میاں بیوی اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے ایک دوسرے کے حقوق کا پاس کریں گے تو ان کا گھر جنت کا نقشہ پیش کرے گا، اگر کسی ایک جانب سے زیادتی کی گئی تو نہ صرف یہ کہ ان کا گھر جہنم کا نقشہ پیش کرے گا بلکہ ان کا میاں بیوی کا رشتہ ٹوٹ جائے گا۔

اللہ تعالیٰ مردوں کو عورتوں کے اور عورتوں کو مردوں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

☆☆..................☆☆

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کراچی اور ماہنامہ لولاک ملتان کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے
زکوۃ، صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

کو دیجیے

نوٹ مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دینے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 22 4583486-45141 فیکس: 4542277
اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان
جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون: 2780337 فیکس: 2780340
اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

اپیل کنندگان

مولانا خواجہ خان محمد
امیر مرکزیہ

مولانا عزیز الرحمٰن
ناظم اعلیٰ